عالمی مجلس تحفظ ختم نبوة کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوة

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

قیمت ۱۰ روپے

جلد ۳۳ | ۱۲ تا ۱۹ ذوالقعدہ ۱۴۳۵ھ مطابق ۸ تا ۱۵ ستمبر ۲۰۱۴ء | شمارہ ۳۴

اعجازِ نبوّت

قرآنِ پاک کی روشنی میں

قادیانی کیوں کافر قرار پائے

تاریخی فتووٗں کے تناظر میں تجزیہ

فتاویٰ ختمِ نبوّت

جدید ایڈیشن کی طباعت

تحریکِ ختمِ نبوّت

تاریخ کے آئینہ میں

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org

http://www.khatm-e-nubuwwat.com

آپ کے مسائل

مولانا اعجاز مصطفیٰ

باہمی اختلاف کی صورت میں فریقین کے مابین فیصلہ کرنے کا شرعی طریقہ

محمد یوسف، مٹھی تھرپارکر

س:...... ایک خاتون کا ۱۹۹۶ء میں چالیس سال کی عمر میں انتقال ہوا۔ انتقال کے وقت اس کے پانچ بیٹے اور ایک بیٹی موجود تھی، جن کے سامنے یہ واقعہ ہوا، مگر اس خاتون کے بھائیوں نے اس کے شوہر پر الزام لگایا کہ اس نے قتل کیا ہے۔ مقامی سردار نے تفتیش کی، کوئی ثبوت نہیں ملا اور معاملہ رفع دفع ہوگیا۔

۲۰۰۵ء میں اس مرحومہ خاتون کے بیٹے نے اپنے ماموں کی بیٹی سے نکاح کیا، جس سے کوئی اولاد نہیں۔ اگست ۲۰۱۱ء میں لڑکی کا شوہر کام کے سلسلہ میں گھر سے باہر گیا ہوا تھا، اس کی غیر موجودگی میں لڑکی لاپتہ ہوگئی، ڈھونڈنے سے پتہ چلا کہ وہ کنویں میں گری ہوئی ہے۔ اس کے سسرال والوں نے لوگوں کو اکٹھا کیا، پولیس بھی آگئی سب کے سامنے عبدالخالق نامی شخص نے کنویں سے لاش نکالی۔ لڑکی کے والدین نے کہا کہ ہماری بیٹی کو قتل کرکے لاش کنویں میں پھینکی گئی ہے، لہٰذا پوسٹ مارٹم کروایا، ڈاکٹر نے لکھا کہ پانی میں گرنے کی وجہ سے موت واقع ہوئی۔ مقامی سردار کے ہاں پنچائت میں کوئی گواہی نہیں آئی، تدفین کردی گئی۔ اکتوبر ۲۰۱۳ء میں سردار کے پاس فیصلہ کے لئے گئے تو عبدالخالق نے گواہی دی کہ جب میں نے لاش نکالی وہ دوپٹے میں بندھی ہوئی تھی۔ سردار نے کہا کہ آپ اتنے عرصہ خاموش کیوں رہے؟ اب حلف اٹھاؤ کہ جو تم کہتے ہو وہ سچ ہے، گواہ نے حلف اٹھانے سے انکار کردیا۔ بہرحال سردار نے فیصلہ دیا کہ لڑکی کے سسر پر یہ خون ثابت ہوتا ہے۔ پہلا خون بھی اس کے ذمہ ہے، لہٰذا اس کے بیٹے، لڑکی والوں کو دس لاکھ روپے جرمانہ ادا کریں۔ کیا یہ فیصلہ شرعی اصول کے مطابق ہے؟ تشفی بخش جواب مرحمت فرمائیں۔

ج:...... کسی معاملہ میں فریقین یعنی مدعی اور مدعا علیہ کے باہمی اختلاف کی صورت میں مدعی پر لازم ہوتا ہے کہ وہ فیصلہ کنندہ یعنی قاضی یا مسلمانوں کی پنچائت، جرگہ وغیرہ کے سامنے اپنا دعویٰ صحیح، سچا ثابت کرنے کے لئے دو قابل اعتماد، عادل اور سچے گواہوں کو پیش کریں، اگر مدعی اس طریقہ پر اپنا دعویٰ ثابت کردیتا ہے تو شرعاً مدعی سچا اور حق بجانب قرار پاتا ہے اور فیصلہ اسی کے حق میں ہوتا ہے اور اگر مدعی مذکورہ اوصاف کے حامل گواہ پیش کرنے سے قاصر ہوتا ہے تو پھر دوسری صورت میں مدعا علیہ پر شرعاً قسم عائد ہوتی ہے۔ چنانچہ اگر وہ قسم سے انکار کرتا ہے تو اس صورت میں فیصلہ مدعی کے حق میں ہوتا ہے اور مدعا علیہ اس معاملہ میں شرعاً مجرم تصور کیا جاتا ہے لیکن اگر مدعی کے پاس گواہ نہ ہو اور مدعا علیہ قسم کھانے کے لئے تیار ہوجاتا ہے تو فیصلہ کرنے والوں کے سامنے سے شرعاً بری الذمہ ہوجاتا ہے اور مدعی کا دعویٰ ظاہر میں کالعدم اور جھوٹا قرار پاتا ہے، یہ ہے فریقین کے درمیان فیصلہ کرنے کا شرعی طریقہ۔ صورت مسؤلہ میں جو فیصلہ کیا گیا ہے وہ یکسر خلاف شرع فیصلہ ہے، اس تنازع کو حل کرنے کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ فریقین وہاں کے مقامی معاملہ فہم اور دین دار علماء کرام کے سامنے حاضر ہوکر ان سے قرآن و سنت کے مطابق فیصلہ لیں، اور اسی پر عمل درآمد کریں، چونکہ اس مسئلہ میں اور بھی کافی باریکیاں اور پیچیدگیاں ہیں، اس لئے مستند علماء کرام سے راہنمائی لینا اور فیصلہ کرانا ضروری ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ ختم نبوت

مجلس

مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۳ — ۱۲تا۱۹ ذوالقعدہ ۱۴۳۵ھ مطابق ۸تا۱۵ ستمبر ۲۰۱۴ء — شمارہ:۳۴

اس شمارے میں!

فتاویٰ ختم نبوت جدید ایڈیشن کی طباعت	۴	محمد اعجاز مصطفیٰ
قادیانی کیوں کافر قرار پائے!	۷	قاری عبدالوحید قاسمی
اعجاز نبوت.... قرآن پاک کی روشنی میں!	۱۰	حافظ مولانا خلیل الرحمن راشدی
ایک ہفتہ حضرت شیخ الہندؒ کے دیس میں (۲)	۱۴	مولانا اللہ وسایا مدظلہ
تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء.... تاریخ کے آئینہ میں	۱۷	افتخار احمد کولون، جرمنی
افریقی ممالک کی دینی حالت (۲)	۲۰	علامہ ڈاکٹر خالد محمود
رمضان المبارک کے تبلیغی اسفار (۲)	۲۴	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

سرپرست

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش

محمد ارشد خرم محمد فیصل عرفان خان

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019

(انٹرنیشل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019

AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018

(انٹرنیشل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018

Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، ۳۴۲۳۴۴۷۶ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

فتاویٰ ختم نبوت جدید ایڈیشن کی طباعت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تخلیق کی، ان سے اماں حوا رضی اللہ عنہا کو وجود دیا، پھر دونوں کے ملاپ سے اولاد آدم وجود میں آئی۔ اولاد آدم کو سمجھانے اور ان کی ہدایت وراہنمائی کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے نبوت کا سلسلہ جاری فرمایا اور اس کے لئے انبیاء کرام علیہم السلام کو منتخب فرمایا۔

سب سے پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام اور آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے ساتھ دین متین کی تکمیل ہوگئی، نعمت روحانی تمام ہوگئی اور دین اسلام کو اللہ تعالیٰ نے پسندیدہ دین قرار دیا، جیسا کہ ارشاد ہے:

”الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔“ (المائدہ:۳)

ترجمہ: ”آج کے دن تمہارے لئے تمہارے دین کو میں نے کامل کردیا اور میں نے تم پر اپنا انعام تمام کردیا اور میں نے اسلام کو تمہارے دین بننے کے لئے پسند کرلیا۔“

قرآن کریم اور احادیث متواترہ کی بنا پر امت مسلمہ کا قطعی اور متواتر عقیدہ چلا آرہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص کو منصب نبوت پر فائز نہیں کیا جائے گا اور یہ کہ جو شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق وہ کذاب، دجال ہوگا، جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش گوئی فرمائی:

”سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلھم یزعم انہ نبی، وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔“

(ابوداؤد ص:۲۲۸، ج:۲)

ترجمہ: ”قریب ہے کہ میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے جن میں سے ہر ایک یہی کہے گا کہ میں نبی ہوں، حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔“

مسیلمہ کذاب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ خط لکھا:

”من مسیلمۃ رسول اللّٰہ الیٰ محمد رسول اللّٰہ، سلام علیک، اما بعد! فانی قد اشرکت فی الامر وان لنا نصف الامر وللقریش نصف الامر، لکن قریش قوم یعتدون۔“ (دلائل النبوۃ ج:۵، ص:۳۳۱)

ترجمہ: ”یہ خط ہے مسیلمہ رسول اللہ کی طرف سے محمد رسول اللہ کے نام، بعد اس کے میں بھی تمہاری نبوت میں شریک کردیا گیا ہوں، آدھی حکومت ہماری اور آدھی حکومت قریش کی، لیکن قریش ایسی قوم ہے جو زیادتی کرتی ہے۔“

تو اس کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بایں الفاظ اس کو خط کا جواب لکھا:

”من محمد رسول اللّٰہ الی مسیلمۃ الکذاب، سلام علی من اتبع الھدیٰ، اما بعد! فان الارض للّٰہ

یورثہا من یشاء من عبادہ و العاقبۃ للمتقین۔“ (دلائل النبوۃ،ج:۵،ص:۳۳۱)

ترجمہ:”محمد رسول اللہ کی جانب سے مسیلمہ کذاب کے نام،سلامتی اس پر ہو جو ہدایت کی پیروی کرے،اما بعد! زمین اللہ کی ہے،اللہ جس کو چاہتا ہے اس کا وارث بنادیتا ہے اور اچھا انجام متقیوں کے لئے ہے۔“

امہ کے مدعی نبوت مسیلمہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خط میں ”کذاب“ لکھا،اسی لئے علماء امت اور بزرگان دین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والوں کو کذاب اور دجال ہی قرار دیا ہے اور تیس تو بڑے بڑے دجال و کذاب ہوں گے،چھوٹوں کی کیا تعداد ہوگی،اس کا کسی کو معلوم نہیں۔بہرحال اسلامی تاریخ میں بہت سے طالع آزماؤں نے نبوت،رسالت،مسیحیت اور مہدویت کے دعوے کرکے اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو دام تزویر میں لینے کی کوشش کی اور ان کو شکار کرنا چاہتا،ان میں سے ایک ہندوستان کے شہر قادیان کا باسی مرزا غلام احمد قادیانی ہے،جس نے گزشتہ صدی میں سب سے پہلے مبلغ اسلام،مجدد اسلام،مثیل مسیح،ظل مسیح،مسیح موعود اور نبی ہونے کا دعویٰ کیا اور ابلہ فریبی سے قرآن وحدیث کی نصوص میں تحریف کی،انبیاء کرام علیہم السلام اور سلف صالحین کی توہین و تذلیل کی،علماء امت کو مغلظات سے نوازا اور سادہ لوح مسلمانوں کو دین اسلام سے منحرف کرکے اپنے آپ کو کفر کا سرغنہ اور انہیں مرتدین کی صفوں میں لاکھڑا کیا۔

علماء امت نے شروع دن سے ہی اسے کافر،مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا اور اس کے خلاف ہر طبقہ کے علماء کرام نے فتاویٰ دیئے۔انہی فتاویٰ کو جمع کرکے ”فتاویٰ ختم نبوت“ کے نام سے مسلمان بھائیوں کے سامنے پیش کیا جارہا ہے۔اس کی تکمیل کیا ہوئی اور کس طرح ان فتاویٰ کو جمع کرنے کا کام شروع ہوا؟اس بارہ میں شاہین ختم نبوت مخدوم و مکرم حضرت مولانا اللہ وسایا دامت برکاتہم العالیہ تحریر فرماتے ہیں:

”بیس سال قبل ایک بار ضمناً کسی بات کے تذکرے میں مخدوم ناالمکرم حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ نے فرمایا کہ:آج تک قادیانیت کے خلاف امت مسلمہ کے جو فتاویٰ جات شائع ہوئے ہیں،انہیں یکجا کردینا چاہئے۔بہت اہم امر تھا،تب سوچ لیا کہ اسے کرنا ضروری ہے۔شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی اور شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ سے تذکرہ کیا،انہوں نے تصویب و تائید سے سرفراز فرمایا۔

لیکن:”کل امر مرھون باوقاتھا“ کے بموجب اس پر عمل درآمد میں تاخیر ہوتی گئی۔شہید اسلام حضرت لدھیانویؒ کی شہادت کے بعد احساس ہوا کہ حضرت مرحوم کی زندگی میں اور ان کی زیر نگرانی یہ کام ہوجاتا تو ”نور علیٰ نور“ کا مصداق ہوتا۔بہرحال اب مزید تاخیر نہیں ہونی چاہئے۔چنانچہ مخدوم و محترم حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ اور حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ رئیس دارالافتاء ختم نبوت کراچی کی مشاورت سے اس کام کو ہنگامی بنیادوں پر کرنے کا فیصلہ کیا۔ان ہر دو حضرات نے جامعۃ العلوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی کے فاضل اور دارالافتاء ختم نبوت کراچی کے رکن حضرت مولانا مفتی فخر الزمان صاحب کی ڈیوٹی لگائی کہ وہ ملتان دفتر مرکزیہ جاکر اس کام کو سرانجام دیں۔کچھ عرصہ بعد وہ ملتان تشریف لائے،طریقہ کار کے خطوط متعین کئے اور کام شروع کردیا،چنانچہ فتاویٰ جات کی ان کتب کو حاصل کیا گیا،ان کو پڑھ کر ان سے وہ فتاویٰ جات جو قادیانیت کے خلاف دیئے گئے تھے،ان کو جمع کیا گیا،ان کی تخریج و تحقیق کی گئی.....“

فتاویٰ ختم نبوت ابھی زیور طبع سے آراستہ ہونے کے مراحل میں ہی تھا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی شوریٰ کے اہم رکن اور جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کے شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزی شہید کردیئے گئے،اس کے چار ماہ دس دن بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بیرون

ملک امور کے سفیر حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان ختم نبوت کراچی کے مبلغ حضرت مولانا نذیر احمد تونسوی نوراللہ مراقدہما کو بھی دن دیہاڑے شہید کردیا گیا۔ بہرحال فتاویٰ ختم نبوت کی طباعت کے مراحل ان سانحات وحوادثات کی بنا پر کچھ عرصہ معرضِ التوا میں رہے، لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور ختم نبوت کے صدقے اس کا پہلا ایڈیشن شائع ہوا اور ہاتھوں ہاتھ بک گیا۔

اب جب اس نئے ایڈیشن کو نظرثانی کے بعد جدید کمپوزنگ کے ساتھ شائع کیا جارہا ہے تو افسوس کے ساتھ لکھنا پڑرہا ہے کہ اس وقت اس کام کے سرخیل اور عظیم رہنما حضرت اقدس مولانا سعید احمد جلال پوریؒ اور حضرت مولانا فخرالزمانؒ، بھائی محمد حذیفہؒ اور بھائی عبدالرحمنؒ سری لنکن بھی مرتبۂ شہادت پر فائز ہوچکے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان تمام شہداء کی شہادتوں کو قبول فرمائیں اور ان کی قربانیوں کی بدولت امت مسلمہ کو ہر زیغ وضلال، باطل فتنوں اور خصوصاً قادیانیت، غامدیت، ہر راہزن کی راہزنی سے محفوظ فرمائے۔ ہر وہ شخص جس نے اس کتاب کی اشاعت کے کسی مرحلے میں کسی بھی قسم کا تعاون فرمایا، وہ سب عنداللہ اجر عظیم اور عندالناس شکریہ کے مستحق ہیں۔ حق تعالیٰ شانہ ان سب دوستوں اور بزرگوں کو دارین میں جزائے خیر نصیب فرمائیں۔ آمین۔

یہ کتاب کا دوسرا ایڈیشن ہے، جس کی راقم الحروف نے نئے سرے سے کمپوزنگ کراکر اس کی پروف ریڈنگ کی ہے اور تمام حوالہ جات کی اصل ماخذ کو سامنے رکھ کر تصحیح کی گئی ہے، اس کام کے لئے حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ حسن زئی صاحب اور مفتی محمد زکریا صاحب نے انتھک محنت اور معاونت کی ہے، اللہ تعالیٰ ان کی اس محنت کو قبول فرمائے۔ آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین۔

ضروریاتِ دین

دینِ اسلام ان عقائد وعبادات اور اعمال کا نام ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانے سے نقل ہوتے ہوئے ہم تک پہنچے ہیں۔ ان میں سے جو اُمور تواتر کے ساتھ ہم تک پہنچے ہیں ان کا ثبوت قطعی ویقینی ہے، اور ایسے اُمور ''ضروریاتِ دین'' کہلاتے ہیں۔

۱:... دین کے ان ''متواترات'' میں سے کسی ایک کا اِنکار پورے دین کے اِنکار کے مترادف ہے۔ اس لئے کہ پورے دین کے ثبوت کا مدار تواتر پر ہے، پس اگر ایک متواتر چیز کو غلط کہا جائے تو اس سے پورے دین کی بنیاد منہدم ہوجاتی ہے، اور تواتر کے اِنکار سے پورے دین کی نفی لازم آتی ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص قرآن مجید کو ماننے کا دعویٰ کرتا ہے، لیکن چند قرائن اور شبہات کی آڑ میں اس کی کسی ایک آیت کا اِنکار کردیتا ہے، تو اس شخص کو پورے قرآن کا منکر تصور کیا جائے گا، اس لئے کہ جس تواتر کے ساتھ باقی قرآن کریم ہم تک پہنچا ہے، اسی تواتر کے ساتھ یہ آیت بھی پہنچی ہے، اس لئے ایک آیت کا اِنکار، قرآن مجید کے تواتر کا اِنکار ہے۔ اسی طرح دینِ اسلام کے وہ تمام حقائق جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک مسلسل اور متواتر نقل ہوتے چلے آئے ہیں، ان میں سے کسی ایک کا اِنکار کردینے سے پورے دین کا اِنکار لازم آتا ہے۔

۲:... کسی دینی حقیقت کو صرف لفظی طور پر مان لینا کافی نہیں، بلکہ اس کا جو مفہوم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانے سے آج تک تواتر کے ساتھ مراد لیا جاتا رہا ہے اس مفہوم کو تسلیم کرنا بھی شرطِ اسلام ہے۔ مثلاً ایک شخص یہ کہے کہ: ''میں قرآن کریم کو مانتا ہوں مگر قرآن سے مراد وہ کتاب نہیں، جو مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے، بلکہ اس سے اور کچھ مراد ہے جس کو عام لوگ نہیں سمجھتے۔'' تو یہ شخص باوجودیکہ قرآن کریم کو ماننے کا دعویٰ کرتا ہے، لیکن ایک بچہ بھی سمجھتا ہے کہ یہ شخص قرآن کریم کا منکر ہے۔ یا مثلاً کوئی شخص یہ کہے کہ: ''میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتا ہوں مگر ''محمد رسول اللہ'' سے مراد وہ شخصیت نہیں جو مسلمان سمجھتے ہیں، بلکہ ''محمد رسول اللہ'' سے مراد فلاں شخص ہے، جو فلاں بستی میں پیدا ہوا۔'' تو یہ شخص اگرچہ لفظی طور پر ''محمد رسول اللہ'' کو ماننے کا دعویٰ کرتا ہے، مگر ہر شخص یہ سمجھتا ہے کہ قرآن کریم جس شخصیت کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت سے پیش کرتا ہے، اور اہلِ اسلام جس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتے ہیں، یہ اس کا منکر ہے۔

(مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ از تحفۂ قادیانیت، ج:۱)

قادیانی کیوں کافر قرار پائے

تاریخی فتوؤں کے تناظر میں تجزیہ

قاری عبدالوحید قاسمی

مکہ مکرمہ کے مقدس شہر میں جو مرکز اسلام کی حیثیت رکھتا ہے۔ ربیع الاول ۱۳۹۴ھ مطابق ۱۹۷۴ء کو رابطہ عالم اسلامی کے زیر اہتمام اسلام کی دینی تنظیموں کا ایک عظیم الشان اجتماع منعقد ہوا، جس میں اسلامی ممالک بلکہ مسلم آبادیوں کی ۱۴۴ تنظیموں کے نمائندے شامل تھے۔ یہ مراکش سے لے کر انڈونیشیا تک کے مسلمانوں کا نمائندہ اجتماع تھا، اس میں مرزائیت کے بارے میں جو قرارداد منظور ہوئی وہ مرزائیت کے کفر ہونے پر اجماع امت کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کانفرنس میں تمام اسلامی ممالک سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ قادیانیوں کو کافر اور خارج اسلام قرار دیں اور قادیانیوں کی ہر قسم کی سرگرمیوں پر پابندی لگائیں۔ کسی قادیانی کو کسی اسلامی ملک میں کوئی بھی ذمہ دارانہ عہدہ نہ دیا جائے۔ قرآن مجید میں قادیانیوں کی تحریف سے لوگوں کو خبردار کیا جائے۔

دعویٰ نبوت کرنے کے بعد علماء امت نے متفقہ طور پر اس پر کفر کا فتویٰ صادر کیا۔ اختصار کے ساتھ ملاحظہ فرمائیں:

سب سے پہلے علماء لدھیانہ کی طرف سے مولانا محمد لدھیانویؒ نے ۱۸۸۴ء میں کفر کا فتویٰ دیا۔ فتاویٰ قادریہ ص:۲۶ پر مختصر وجہ کفر بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

"بعد الحمد للہ والصلوٰۃ محمد بن مولانا مولوی عبدالقادر مرحوم لدھیانوی ہیچ خدمت اہل اسلام عرض کرتا ہے کہ غلام احمد قادیانی کی تکفیر بباعث کلمات کفریہ کے اول ۱۳۰۱ھ میں ہمارے ہی خاندان سے شروع ہوئی، اس وقت اکثر لوگ ہمارے مخالف رہے بعد میں رفتہ رفتہ کل اہل علم و اہل اسلام نے قادیانی کے ضال و مضل ہونے پر اتفاق کیا تھا حتیٰ کہ علماء حرمین شریفین نے بھی قادیانی پر دائرہ اسلام سے خارج ہونے کا فتویٰ تحریر فرمایا، ان فتوؤں سے بہت سارے لوگوں کو ہدایت ملی۔"

شاہ عبدالرحیم سہارنپوریؒ کا ارشاد ملاحظہ فرمائیں:

"فرماتے ہیں کہ مجھ کو بعد استخارہ کے معلوم ہوا کہ یہ شخص بھینسے پر اس طرح سوار ہے کہ منہ اس کا دم کی طرف ہے جب غور سے دیکھا تو زنار اس کے گلے میں پڑا ہوا نظر آیا، جس سے اس شخص کا بے دین ہونا ظاہر ہوا اور میں یقین سے کہتا ہوں جو اہل علم اس کی تکفیر میں ابھی تک تردد میں مبتلا ہیں، کچھ عرصہ بعد سب اس کو کافر کہیں گے اور اس کا ایسا ہی ہوا۔

(فتاویٰ قادریہ ص:۱۵ تا ۱۷، تذکرہ مجاہدین ختم نبوت ص:۱۸۱)

اور یہ حقیقت جب اہل علم، اہل اسلام کے سامنے کھلی تو بعد میں سب نے قادیانی کے کفر کا فتویٰ دیا۔

خود مرزا قادیانی نے اپنی کتاب انجام آتھم میں اپنے اوپر کفر کا فتویٰ دینے والوں کی فہرست درج کی ہے۔ جس میں مولانا محمد حسین دہلویؒ، مولانا عبدالحق دہلوی، مولانا عبداللہ ٹونکی، مولانا احمد علی سہارنپوریؒ، مولانا سلطان الدین جے پوریؒ، مولانا محمد حسن امروہیؒ کے نام درج ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے بھی اس دور میں مرزا غلام احمد قادیانی کے کفر کی وجہ سے کفر کا فتویٰ دیا تھا۔

جب قادیانی کا کفر کھل کر سامنے آیا تو اہل علم، اہل اسلام اور ہر مکتب فکر کے علماء کرام نے اس کے کفر کا فتویٰ دیا تھا۔

مولانا محمد حسین بٹالویؒ نے مرزا غلام احمد قادیانی کی حمایت سے دستبردار ہو کر اس کے خلاف کفر کا ایک فتویٰ مرتب کیا، جس پر برصغیر کے تمام جید علماء کرام کے دستخط کرائے گئے اور آج بھی وہ موجود ہیں، خود مرزا غلام احمد قادیانی اپنی کتاب تاریخ احمدیت میں لکھتا ہے:

"(بٹالوی) کا یہ فتویٰ کم و بیش ڈیڑھ سو صفحات پر مشتمل تھا اور اس میں دہلی، آگرہ، حیدر آباد، بنگال، کانپور، علی گڑھ، بنارس، اعظم گڑھ، لدھیانہ، دیوبند، سہارنپور، وغیرہ غرضیکہ (متحدہ) ہندوستان کے اہم مقامات کے اہم علماء کرام کے فتاویٰ جات درج ہیں۔" (تاریخ احمدیت، ص:۱۰۴)

اس فتویٰ میں مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے دستخط بھی موجود ہیں۔

فتویٰ مکۃ المکرمہ:

مکہ مکرمہ کے مفتی اعظم رئیس القضاۃ شیخ عبداللہ بن حسن کا فتویٰ ملاحظہ فرمائیں:

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد ہم کہتے ہیں کہ مدعی نبوت کے کفر میں کوئی شک نہیں، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں اور اس لئے کہ ارشاد خداوندی ہے "ما کان محمد..... الخ اور جو شخص ایسا دعویٰ کی تصدیق کرے یا اس کی تابعداری کرے وہ مدعی نبوت کی طرح کافر ہے اور اہل اسلام سے ان کا رشتہ نکاح و بیاہ صحیح نہیں۔" (بیانات علماء ربانی، ص:۱۸۳)

علماء حرمین کے فتویٰ تکفیر کی اہمیت:

حرمین یعنی مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے علماء کرام کے فتاویٰ تکفیر کو کوئی غیر اہم چیز نہ سمجھا جائے۔ کیونکہ حجاز مقدس اسلام کا اولین و آخرین مرکز و گہوارہ ہے، اس لئے

جس شخص کو علماء حرمین بالاتفاق کافر قرار دیں وہ بھی دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہوسکتا۔اس کے کفر میں شک کرنا بھی کفر سمجھا جائے گا۔لہٰذا اس کے بعد قادیانیوں کے کفر میں کسی بھی قسم کا شک کرنا بھی کفر ہوجائے گا۔

حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ کا فتویٰ:

"اس میں شک نہیں کہ ان عقائد کا مقصد اور ان باتوں کا قائل کتاب اللہ کی بنیاد کو بزعم خود ڈھانے والا اور سنت کو خاک میں ملانے والا ہے اور اجماع امت کا مقابلہ کرنے والا ہے۔اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان کے ضرر سے بچائے۔"

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ:

"میں کہتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے نبوت کا خاتمہ ہوگیا ہے۔دوسری جگہ لکھتے ہیں: جان لو کہ دجال اکبر سے پہلے بہت سے دجال آئیں گے اور سب میں یہ امر مشترک ہوگا کہ اللہ کا نام لے کر لوگوں کو ان کی طرف دعوت دیں گے اور ان دجالوں میں وہ دجال بھی شامل ہوں گے جو نبوت کا دعویٰ کریں گے۔"

مولانا عبدالحئی لکھنویؒ:

"جاننا چاہئے کہ ہر عاقل پر واجب ہے کہ یہ اعتقاد رکھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام نبیوں کو ختم کرنے والے ہیں،آپ کے بعد کسی کا نبی بننا جائز نہیں اور جو آج ہمارے زمانہ میں نبوت کا دعویٰ کرے وہ کافر ہے۔"

مولانا محمد قاسم نانوتویؒ:

"اپنا دین و ایمان ہے کہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی اور نبی کے ہونے کا احتمال نہیں،جو اس میں تامل کرے،اس کو کافر سمجھتا ہوں۔"

(عقیدۃ الاسلام،ص:۱۵،۱۶)

ایک اور دوسرا فتویٰ ہندوستان کے علماء کرام کا ہے جس میں تمام مشاہیر علماء ہند کے دستخط موجود ہیں،یہ فتویٰ ۱۳۳۲ھ میں شائع ہوا تھا۔

امام احمد رضا خان بریلویؒ:

"قادیانی مرتد،منافق ہیں،مرتد منافق وہ کہ کلمہ اسلام بھی پڑھتا ہے،اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتا ہے جو اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی بھی نبی کی توہین کرتا یا ضروریات دین میں سے کسی شے کا منکر ہے،اس کا ذبیحہ محض مردار حرام قطعی ہے۔

مسلمانوں کے بائیکاٹ کے سبب قادیانیوں کو معصوم سمجھنے والا اور اس سے میل جول چھوڑنے کو ظلم و ناحق سمجھنے والا اسلام سے خارج ہے،جو کافر کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے۔" (احکام شریعت،ص:۱۱۹)

قادیانی اسلام اور عالم اسلام کے لئے زہر قاتل ہے،قادیانیوں کی وجہ سے دین کی آبرو آج بھی خطرے میں ہے۔

ان فتاویٰ جات کے بعد حکومتی سطح پر سب سے پہلے آزاد حکومت ریاست جموں و کشمیر نے ان کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا،مصر میں مئی ۱۹۵۸ء میں قادیانیت کے خلاف قانون میں ترمیم کی گئی۔شام میں بھی مئی ۱۹۵۸ء میں ان کے خلاف قانون بنایا گیا۔

۱۸/اپریل ۱۹۷۳ء کو میجر محمد ایوب خان ایم ایل اے مندرجہ ذیل قرارداد آزاد کشمیر اسمبلی میں پیش کی کہ قادیانیوں کو اقلیت قرار دیا جائے۔ریاست میں جو قادیانی رہائش پذیر ہیں ان کی رجسٹریشن کی جائے،انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے بعد ان کی تعداد کے مطابق مختلف شعبوں میں ان کی نمائندگی دی جائے اور ریاست میں قادیانیوں کی تبلیغ کو ممنوع قرار دیا جائے۔الحمدللہ! قرارداد تو پاس ہوئی اور قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا مگر اس فیصلہ اور قانون پر عمل آج تک نہیں ہوا،قادیانی پہلے سے زیادہ منظم ہوئے اور پہلے سے بڑھ کر اپنی ارتدادی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔حکومت آزاد کشمیر فی الفور ان کو اسمبلی فیصلہ کے مطابق پابند کرے۔مولانا عبدالحکیم نے قومی اسمبلی میں اس قسم کی قرارداد پیش کی تھی۔

۷/ستمبر ۱۹۷۴ء شام پانچ بج کر باون منٹ پر پاکستان کی قومی اسمبلی سے یہ عظیم اعلان ہوا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا ہے اور اس فیصلہ کے حق میں ۱۳۰ ووٹ ملے اور مخالفت میں کوئی ووٹ نہیں آیا اور اسی طرح سینیٹ آف پاکستان میں رات ۸ بجکر چار منٹ پر یہ بل منظور ہوا۔

یہ تاریخ ساز فیصلہ عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت اور مسلمانوں کی بے پناہ قربانیوں خصوصاً ۱۹۵۳ء کے دس ہزار شہداء کا خون،علماء حق کا اخلاص ختم نبوت کی برکات کا نتیجہ تھا۔اس کے بعد پاکستانی عدالتوں نے فیصلے دیے،شرعی عدالت کا فیصلہ بھی آیا۔

جنوبی افریقہ،افریقی ممالک میں بھی عدالتوں نے ان کو غیر مسلم قرار دیا۔

صدر ضیاء الحق مرحوم نے صدارتی آرڈی نینس جس کو امتناع قادیانیت آرڈی نینس کہا جاتا ہے نافذ کیا،اس فیصلہ سے قادیانیوں کے خلاف جس فتویٰ کی بنیاد علامہ لدھیانوی نے ۱۸۸۴ء میں کی تھی،اس کی انتہا ۱۹۸۴ء میں ایک صدارتی آرڈی نینس کے ذریعہ ہوئی ہے۔اس سے ایک سو سالہ تاریخ مرتب اور مکمل ہوئی۔قادیانیوں کے کفر کے فتویٰ جات مسلم حکمرانوں کے قوانین اسلامی عدالتوں کے فیصلہ جات اور مسلم رہنماؤں کے خیالات اور مسلم امہ کے اجماع پر سو سالہ تاریخ مرتب ہوئی۔

قادیانیوں کے کفریہ عقائد و نظریات ان کی تاریں یہودیوں/صیہونیوں سے ملتی ہیں،بلکہ مصور پاکستان نے کیا خوب کہا ہے کہ یہ انگریز کا خودکاشتہ پودا ہے۔ملک اور اسلام دونوں کے غدار ہیں۔

قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے بعد عدالتوں کے فیصلے ملاحظہ فرمائیں:

لاہور ہائی کورٹ کا فیصلہ ۱۹۸۱ء،۱۹۸۲ء

وفاقی شرعی عدالت کا فیصلہ ۱۹۸۴ء، لاہور ہائی کورٹ کا فیصلہ ۱۹۸۷ء، بلوچستان ہائی کورٹ کا فیصلہ ۱۹۸۷ء، سپریم کورٹ شریعت اپیل بینچ ۱۹۸۸ء، لاہور ہائی کورٹ کا فیصلہ ۱۹۹۱ء، وفاقی شرعی عدالت کا فیصلہ ۱۹۹۱ء، لاہور ہائی کورٹ کا فیصلہ ۱۹۹۲ء، سپریم کورٹ آف پاکستان کا فیصلہ ۱۹۹۳ء۔

ہم ان تمام جج صاحبان کو عدل فاروق کی یاد تازہ کرنے پر جنہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کی داستان عشق و وفا کو پھر زندہ کر دیا ہے، ان کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں کہ ان باضمیر حضرات نے یہ ثابت کر دیا:

مال و زر جہاں کی تمنا نہیں ہے
عشق رسولؐ میری متاع حیات ہے
دلیز مصطفیٰؐ سے کہاں اٹھ کر جاؤں گا
میرا تو آسرا ہی پیغمبر کی ذات ہے

عالم اسلام کے تمام مسلمان ہر دور میں ان ججوں کے لئے دعا گو ہیں:

تم سلامت رہو ہزار برس
ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

ان عدالتوں کے فیصلوں کا خلاصہ ملاحظہ فرمائیں:

امتناع قادیانیت آرڈی نینس بنیادی حقوق کے خلاف نہیں۔

مسلمانوں اور قادیانیوں کا نکاح جائز نہیں تنسیخ نکاح کا حکم و فیصلہ۔

قادیانی اسلامی اصطلاحات استعمال کر کے مسلمانوں کو دھوکا دیتے ہیں ورنہ اپنی علیحدہ اصطلاحات بنالیتے۔

دنیا میں بے شمار مذاہب موجود ہیں مگر کسی نے بھی دوسرے مذہب کی اصطلاحات کو نہیں اپنایا نہ ہی ان پر قبضہ کیا۔

اسلامی حکومت کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ غیر مسلموں کو شعائر اسلام کی آڑ میں اپنے مذہب کی تبلیغ کرنے سے روکے اور قانون سازی کرے۔

کسی کو بھی مخصوص اسلامی اصطلاحات استعمال کرنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی، کیونکہ یہ مسلمانوں کے عقائد کا حصہ ہے۔

قادیانی بار بار اسلامی اصطلاحات استعمال کر کے تمام مسلمانوں کو دھوکا دے رہے ہیں۔ جسٹس عبدالقدیر چوہدری ان فیصلوں کا نچوڑ بتاتے ہوئے کہتے ہیں کہ: اس خطے کے مسلمان کے نزدیک سب سے زیادہ قیمتی چیز ایمان ہے، وہ کسی ایسی حکومت کو برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں جو ان کے ایمان کا تحفظ نہ کر سکے انہیں دھوکا دہی سے نہ بچا سکے۔

☆☆..............☆☆

فیصل
معجون قوت دماغ زعفرانی ®

دماغ، اعصاب، ذہن اور حافظہ کیلئے آزمودہ تحفہ

پاکستان بھر میں
بذریعہ ڈاک
فری
ہوم ڈلیوری
0314-3085577

Rs.: 1200/-
Wgt.:600gm

- ذہنی و جسمانی دباؤ، تھکاوٹ، بے خوابی، نسیان اور اعصابی کمزوری کا اکسیر علاج
- چہرے کی شادابی، حافظہ کی کمزوری، نظر کی بہتری کے لئے بہترین ٹانک
- معدہ و جگر کی کمزوری اور گرمی کا بہترین علاج
- ہر عمر کی خواتین و حضرات کے لئے یکساں مفید
- نظام ہضم کی درستگی اور پیدائش خون کے لئے موثر علاج
- شوگر اور بلڈ پریشر کے مریضوں کے لئے انمول تحفہ

اجزائے معجون
زعفران، دارچینی، شہد، آملہ، ورق نقرہ، مغز بادام

Faisal Foods ®
Star Plaza
D-Ground Faisalabad
0314-3085577

FOODS
فیصل

اعجازِ نبوت.... قرآن پاک کی روشنی میں!

مولانا حافظ خلیل الرحمن راشدی، سیالکوٹ

حضرات انبیاء کرام علیہم السلام دراصل روحانی طبیب ہیں دل اور روح کی بیماریوں کے علاج کے لئے مبعوث ہوئے لیکن بطور خرق عادت کبھی کبھی حق تعالیٰ شانہٗ انبیاء کرام علیہم السلام کے ہاتھ سے ایسے امراض جسمانی کو شفا بخشتا ہے جس سے اطباء عاجز ہوتے ہیں اور گاہ بگاہ اپنی قدرت کاملہ سے انبیاء کے ہاتھ پر مردے بھی زندہ کر دیتا ہے کہ لوگوں پر اس نبی برحق کا برگزیدہ خداوندی ہونا واضح ہو جائے۔

آیت نمبر۱: اعجازِ عیسیٰ علیہ السلام

اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا ذکر ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

"اَنِّیْ اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ کَھَیْئَۃِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْہِ فَیَکُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰہِ وَاُبْرِئُ الْاَکْمَہَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰہِ وَاُنَبِّئُکُمْ بِمَا تَاْکُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِکُمْ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ۔" (آل عمران:۴۹)

ترجمہ: "میں بنا دیتا ہوں تمہارے لئے مٹی سے پرندے کی سی صورت پھر پھونکتا ہوں اس (بے جان صورت) میں تو وہ فوراً ہو جاتی ہے پرندہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے، اور میں تندرست کر دیتا ہوں مادر زاد اندھے اور (لاعلاج) کوڑھی کو اور میں زندہ کرتا ہوں مردے کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے۔"

مندرجہ بالا آیتِ مبارکہ میں جناب سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزوں کا ذکر ہے آپ نے بنی اسرائیل کے سامنے اعلان فرمایا کہ میں گیلی مٹی سے پرندے کی سی شکل وصورت بناتا ہوں اور پھر اس میں پھونکتا ہوں تو وہ پرندہ بن کر اُڑ جاتا ہے۔ اور میں اللہ کے اذن سے مُردے زندہ کر دیتا ہوں۔

مردے زندہ کرنا:

درج بالا آیت میں مُردوں کو زندہ کرنے کا ذکر بھی موجود ہے۔ اس بارے میں سید المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے چار مردے زندہ کئے ایک عاذر جس کو آپ کے ساتھ عقیدت تھی، جب اس کی حالت غیر ہوئی تو اس کی بہن نے آپ کو اطلاع دی، مگر وہ آپ سے تین روز کی مسافت کے فاصلے پر تھا۔ جب آپ تین روز میں وہاں پہنچے تو معلوم ہوا کہ اس کے انتقال کو تین روز ہو چکے ہیں۔ آپ نے اس کی بہن سے فرمایا ہمیں اس کی قبر پر لے چل وہ لے گئی تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی، عاذر باذن الٰہی زندہ ہو کر قبر سے باہر آیا اور مدت تک زندہ رہا اور اُس کے ہاں اولاد ہوئی۔

(۲) دوسرا ایک بڑھیا کا لڑکا جس کا جنازہ حضرت کے سامنے جا رہا تھا، آپ نے اس کے لئے دعا فرمائی وہ زندہ ہو کر نعش برداروں کے کندھوں سے اتر پڑا، کپڑے پہنے، گھر آیا زندہ رہا اور اولاد ہوئی۔

(۳) ایک عاشر (چونگی محصول والے) کی لڑکی شام کو مری۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے اُسے زندہ فرمایا۔

(۴) چوتھے حضرت سام بن نوح علیہ السلام ہیں۔ جن کی وفات کو ہزاروں برس گزر چکے تھے۔ لوگوں نے خواہش کی کہ آپ اُن کو زندہ کریں۔ آپ اُن کی نشاندہی سے اُن کی قبر پر پہنچے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ حضرت سام نے ''زندہ ہوتے ہوئے'' سنا کوئی کہنے والا کہتا ہے ''اجب روح اللہ'' (عیسیٰ روح اللہ کا جواب دو)۔ یہ سنتے ہی وہ مرعوب اور خوف زدہ اٹھ کھڑے ہوئے اور اُنہیں گمان ہوا کہ قیامت قائم ہوگئی ہے۔ اس ہول سے اُن کا نصف سر سفید ہوگیا۔ پھر وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے اور انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے درخواست کی کہ دوبارہ اُنہیں سکرات موت تکلیف نہ ہو اور انہیں واپس کیا جائے۔ چنانچہ اسی وقت اُن کا انتقال ہوگیا۔

آیت نمبر۲:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰی بِاِذْنِیْ" (المائدہ:۱۱۰)

ترجمہ: ''اور جب تو زندہ کر کے نکالا کرتا تھا مُردوں کو میرے حکم سے۔''

علامہ ابن کثیرؒ اس آیت کے ضمن میں یوں رقم طراز ہیں:

"تدعوھم فیقومون من قبورھم باذن اللّٰہ و قدرتہ وارادتہ

وحشیتہ۔"

ترجمہ: "تم مُردوں کو بلاتے تھے تو وہ اللہ تعالیٰ کے اذن اور اس کی قدرت و ارادے اور اس کی مشیت سے اپنی قبروں سے کھڑے ہوجاتے۔"

اوپر درج آیات کی تفسیر سے یہ امر واضح ہوگیا کہ موت کے بعد حیات کے فلسفے پر قرآن شاہد ہے۔ جس کا انکار علامت نفاق کے سوا کچھ نہیں۔

آیت نمبر۳: اعجازِ خلیل اللہ علیہ السلام

حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے بارگاہ ایزدی میں سوال کیا جس کو اللہ رب العزت نے اپنی پاک کتاب (قرآن مجید) میں یوں ارشاد فرمایا ہے:

"وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِیْ كَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰى" (البقرہ:۲۶۰)

ترجمہ: "اور یاد کرو جب عرض کی ابراہیم (علیہ السلام) نے، اے میرے پروردگار! دکھا مجھے کہ تو کیسے زندہ کرتا ہے مُردوں کو۔"

مفسرین عظامؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دیکھا کہ سمندر کے کنارے ایک نعش پڑی ہوئی ہے جب پانی چڑھتا تو اس نعش کو مچھلیاں وغیرہ کھاتیں اور جب پانی اترتا تو اُسے جنگل کے درندے کھاتے...... حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے جب یہ ملاحظہ فرمایا تو آپ کے دل میں شوق پیدا ہوا کہ مُردے زندہ ہونے کا نظارہ دیکھیں۔ تب آپ نے اللہ تعالیٰ کی جناب میں عرض کیا۔

ابن جبیرؒ:

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنالیا" اور عالم بالا میں اعلان فرمایا:

"وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِیْمَ خَلِیْلًا" (النساء:۱۲۵)

ترجمہ: "اور اللہ تعالیٰ نے ابراہیم (علیہ السلام) کو اپنا گہرا دوست بنایا۔"

تو حضرت ملک الموت اذن لے کر آپ کو بشارت سنانے آئے۔ آپ نے بشارت سن کر اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی اور ملک الموت سے فرمایا کہ اس بات کی علامت کیا ہے؟ فرشتے نے عرض کیا: "ان اللّٰہ یجیب دعاءک ویحی الموتی بسوالک" (تفسیر مظہری جلد اول ص ۲۷۰ تفسیر خازن ج اول ص ۲۰۲) کہ اللہ تعالیٰ آپ کی دعا قبول فرمائے گا اور آپ کے سوال پر مردے زندہ کرے گا۔ تو اس پر آپ نے مذکورہ بالا سوال کیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب یہ سوال کیا تو خالق کائنات نے ارشاد فرمایا اے ابراہیم! "اولم تؤمن" (پارہ۳ سورۃ بقرہ آیت: ۲۶۰) کیا تم اس پر یقین نہیں رکھتے؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کی: "بلیٰ ولکن لیطمئن قلبی" یقین تو ہے لیکن (یہ سوال اس لئے کررہا ہوں) تاکہ مطمئن ہوجائے میرا دل۔

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سوال کیا تو رب السموٰت والارضین نے ارشاد فرمایا اے ابراہیم!

"فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّیْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَیْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ یَاْتِیْنَكَ سَعْیًا وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ۔" (البقرہ:۲۶۰)

ترجمہ: "تو پکڑ چار پرندے پھر مانوس کرلے اُنہیں اپنے ساتھ پھر رکھ دے ہر پہاڑ پر اُن کا ایک ایک ٹکڑا، پھر بلا انہیں، چلے آئیں گے تیرے پاس دوڑتے ہوئے اور جان لے یقیناً اللہ تعالیٰ سب پر غالب، بڑا دانا ہے۔"

حضرت مجاہدؒ جناب عطاء بن رباح اور ابن جریج رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ وہ چار پرندے یہ تھے۔ مور، مرغ، کبوتر، کوا۔ (مظہری ج ص ۳۷۲)

مندرجہ بالا آیت کے ضمن میں حضرت مولانا مفتی محمد عاشق الٰہیؒ یوں رقم طراز ہیں کہ:

"اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کا مشاہدہ کرانے کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ چار پرندے لیں اور انہیں ذبح کرکے اُن کے ٹکڑے ٹکڑے کریں اور پھر اُنہیں آپس میں ملادیں۔ پھر اُن ملی جلی بوٹیوں کے چار حصے کرلیں۔ اور ایک ایک حصہ ایک ایک پہاڑی پر رکھیں۔ پھر اُن کو اپنی طرف بلائیں اور اپنے رب کی قدرت کاملہ کا مشاہدہ کریں۔

حضرت خلیل اللہ (علیہ السلام) نے ایسا کر کے ان پرندوں کو بلایا تو آپ نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا کہ وہ متفرق بوٹیاں اکٹھی ہوئیں۔ بکھرے ہوئے پَر جمع ہوگئے اور وہ پرندے پھڑ پھڑاتے ہوئے جلدی جلدی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوگئے۔"

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ اپنے محبوبوں کی زبان میں اعلیٰ ترین تاثیر پیدا فرمادیتا ہے کہ ان کے پکارنے سے مردہ جسموں میں زندگی لوٹ آتی ہے، اور واقعہ مذکور حیات بعد الموت کی روشن ترین دلیل ہے منکرینِ حیات ان اُمور پر بار بار غور کریں اور سوچیں کہ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بتائے ہوئے صراط مستقیم سے وہ کس قدر دور جاچکے ہیں۔

حضرت عزیر علیہ السلام:

بنی اسرائیل کی نافرمانیاں پیغمبروں کی گستاخیاں اور بے اعتدالیاں جب حد سے تجاوز کرگئیں تو اللہ تعالیٰ نے اُن پر ذلت کا عذاب نازل فرمایا کہ بخت نصر بابلی کو اُن پر مسلط فرمایا بخت نصر نے بیت المقدس پر لاکھوں کی تعداد میں فوج لے کر چڑھائی کردی اور بنی اسرائیل کو تہہ تیغ کیا باقی ماندہ کو قیدی بنا کر ساتھ

لے گیا اور شہر کو تباہ و برباد کر دیا۔ جب عزیر علیہ السلام وہاں سے گزرے تمام شہر میں پھرے اور آپ کو کوئی آدمی نظر نہ آیا، عمارتیں منہدم ہو چکی تھیں اور ہر سو ویرانی کی حکمرانی تھی، تو آپ نے تعجب سے کہا:

آیت نمبر: ۴۔

"انی یحی ھذہ اللہ بعد موتھا" کیوں کر زندہ کرے گا اُسے اللہ تعالیٰ اس کے ہلاک ہونے کے بعد۔ حضرت عزیر علیہ السلام کا جب اس اُجڑے ہوئے شہر پر گزر ہوا تو آپ کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اس برباد و ویران اور تاخت وتاراج شدہ شہر کو اللہ تعالیٰ کیونکر ازسرنو آباد فرمائے گا۔

آپ دراز گوش (گدھا) پر سوار تھے۔ آپ کے پاس ایک برتن میں کچھ کھجوریں اور ایک پیالہ میں انگور کا رس تھا۔ آپ نے شہر سے باہر نکل کر ایک جگہ آرام فرمانے کا ارادہ فرمایا۔ دراز گوش کو ایک جگہ باندھ کر کھانا اور پانی اپنے قریب رکھ کر بغرض استراحت لیٹ گئے اور اسی حالت میں پورے سو سال گزر گئے۔

آپ کی روح قبض ہونے کے ستر سال بعد اللہ تعالیٰ نے شاہان فارس میں سے ایک بادشاہ کو مسلط کیا اور وہ اپنی فوجیں لے کر بیت المقدس پہنچا اور اس کو پہلے سے بھی بہتر طریقے پر آباد کیا۔ اور بنی اسرائیل میں سے جو لوگ باقی رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ انہیں پھر یہاں لایا اور بیت المقدس اور اس کے نواح میں آباد ہوئے اور اُن کی تعداد برابر بڑھتی رہی۔ اُس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عزیر علیہ السلام کو دنیا کی آنکھوں سے پوشیدہ رکھا اور کوئی آپ کو نہ دیکھ سکا۔ اور جب آپ کی وفات کو ۱۰۰ سال گزر گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی روح واپس لوٹائی اور آپ سے پوچھا۔

قال کم لبثت .... فرمایا کتنی مدت تو یہاں ٹھہرا رہا؟

قال لبثت یوما او بعض یوم........ آپ نے جواب میں عرض کیا: میں ٹھہرا رہا ہوں گا ایک دن یا دن کا کچھ حصہ۔

قال بل لبثت مائة عام ...... اللہ تعالیٰ نے فرمایا: نہیں! بلکہ ٹھہرا رہا ہے تو سو سال۔

فانظر الی طعامک وشرابک ...... اب (ذرا) دیکھ اپنے کھانے اور پینے (کے سامان) کی طرف۔

لم یتسنه ...... کیا یہ باسی نہیں ہوا؟

وانظر الی حمارک ...... اور دیکھ اپنے گدھے کی طرف۔

ولنجعلک ایة للناس ...... اور یہ سب اس لئے کہ ہم بنائیں تجھے نشان لوگوں کے لئے۔

وانظر الی العظام کیف ننشزھا ...... اور دیکھ (اپنے گدھے کی) اُن ہڈیوں کو کہ ہم کیسے جوڑتے ہیں انہیں۔

ثم نکسوھا لحما ...... پھر (کیسے) پہناتے ہیں انہیں گوشت۔ (البقرہ:۲۵۹)

خیال رہے کہ یہ واقعہ شام کے وقت غروب آفتاب کے قریب ہوا اور جب آپ سوئے تو صبح کا وقت تھا۔ اس لئے آپ نے اندازاً ...... یوما او بعض یوم ...... (ایک دن یا دن کا کچھ حصہ) فرمایا۔

جب آپ علیہ السلام نے کھانے اور پانی کی طرف دیکھا تو وہ بالکل تازہ تھا ...... حالانکہ یہ چیزیں عام طور پر چند گھنٹے گزر جانے کے بعد بدبودار ہو جاتی ہیں۔

جب آپ علیہ السلام نے اپنے گدھے کی طرف دیکھا تو وہ مر چکا تھا۔ اور اس کا گوشت پوست گل سڑ گیا تھا اور اُس کی ہڈیاں بکھری پڑی تھیں۔ پھر آپ کی نگاہ کے سامنے اس کے اعضاء جمع ہوئے۔ آن واحد میں اُن سفید ہڈیوں پر گوشت چڑھا۔ گوشت پر کھال آئی۔ اور کھال پر بال نکلے پھر اس میں روح پھونکی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اور آواز کرنے لگا۔ حضرت عزیر علیہ السلام نے جب ان تمام اُمور کا بچشم خود مشاہدہ فرمایا اور عین الیقین کا مقام حاصل کیا تو کہنے لگے:

اعلم ان اللہ علی کل شیء قدیر ...... میں خوب جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہیں۔

اُوپر درج آیتِ مقدسہ کی تفسیر سے یہ امر واضح ہو گیا کہ زمین انبیاء کرام علیہم السلام کے جسموں کو نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ اور بنی اسرائیل جب دوبارہ بیت المقدس میں آ کر آباد ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ...... حضرت عزیر علیہ السلام کو اُن کی نظروں سے پوشیدہ رکھا۔

قابل غور امر یہ ہے کہ جب اللہ رب العزت جناب عزیر علیہ السلام کو اُن کی قوم سے پوشیدہ رکھ سکتا ہے۔ تو حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ...... اور آپ کے برگزیدہ اُمتیوں کو حیات برزخ عطا فرمانے کے بعد ہماری نگاہوں سے کیوں پوشیدہ نہیں رکھ سکتا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں عامیل نامی اک شخص جو بہت زیادہ مالدار تھا۔ اس کے چچازاد بھائی نے مال ودولت اور وراثت کے لالچ میں آ کر اُسے قتل کر دیا اور اس کی لاش کو اُٹھا کر دوسری بستی کے دروازے پر پھینک آیا اور صبح کو خود ہی اُس کے خون کا مدعی بنا۔ وہاں کے لوگوں نے جناب موسیٰ علیہ السلام سے درخواست کی کہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ حقیقتِ حال ظاہر فرمائیں۔ قرآن مجید میں اس واقعہ کا تذکرہ یوں ہے:

آیت نمبر:۵

"واذ قتلتم نفسا فادرء تم فیھا واللہ مخرج ما کنتم تکتمون ......" اور یاد کرو کہ جب قتل کر ڈالا تھا تم نے (ایک شخص کو) پھر تم ایک دوسرے پر قتل کا الزام لگانے لگے، اور اللہ تعالیٰ ظاہر

کرنے والا تھا جو تم چھپا رہے تھے۔

(پارہ اول سورہ بقرہ آیت ۷۲)

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

آیت نمبر ۶:

"ان اللّٰہ یامرکم ان تذبحوا بقرۃ......"

اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے تمہیں کہ ذبح کرو ایک گائے۔

یہ سن کر انہوں نے جناب کلیم اللہ علیہ السلام پر طرح طرح کے سوالات کئے کہ وہ گائے کیسی ہو؟ کس عمر کی ہو، کس رنگ کی ہو؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اُن کو اس گائے کے اوصاف بتائے اور اُن کے لئے پابندیاں بڑھتی گئیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ اگر بنی اسرائیل بحث نہ کرتے تو جو بھی گائے ذبح کر دیتے کافی ہوجاتی۔

ایک یتیم کی گائے:

مفسرین نے لکھا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک نیکوکار آدمی تھا۔ اس کا ایک معصوم بچہ تھا اور اُس کے پاس ایک بچھیا تھی جب وہ فوت ہونے لگا تو اُس نے دعا کی اے اللہ! اُس ننھے بچے کے لئے میں یہ بچھیا تیرے پاس امانت رکھتا ہوں۔ اور اُس بچے کو تیرے سپرد کرتا ہوں پھر اُس بچھیا کو جنگل میں چھوڑ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس نیک بندے کی عرض کو قبول فرمایا اور بچھیا اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں پلتی رہی جب یہ بچہ جوان ہوگیا تو اس جنگل میں گیا جہاں وہ گائے چرا کرتی تھی اپنے مالک کی آواز سنتے ہی وہ گائے اس کے پاس آگئی۔ جب بنی اسرائیل نے اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے مخصوص حلیہ والی گائے کی تلاش شروع کی تو اُن تمام صفات سے متصف صرف وہی گائے ملی جو اس نیک بندے کے لڑکے کے پاس تھی۔

بنی اسرائیل نے اُسے منہ مانگی قیمت ادا کی اور وہ گائے خریدی۔ ارشادِ خداوندی ہے:

آیت نمبر ۷:

"فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ" (البقرہ:۷۳)

ترجمہ: "تو ہم نے فرمایا کہ مارو اس مقتول کو گائے کے کسی ٹکڑے سے (دیکھا) یوں زندہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ مردوں کو اور دکھاتا ہے تمہیں اپنی (قدرت کی) نشانیاں کہ شاید تم سمجھ جاؤ۔"

بنی اسرائیل نے وہ گائے ذبح کر کے اس کے کسی عضو سے مردہ کو مارا وہ بحکم الٰہی زندہ ہوگیا۔ اس کے حلق سے خون کے فوارے جاری تھے۔ اس نے اپنے چچا زاد بھائی کو اپنا قاتل بتایا۔ اب ان کو بھی اقرار کرنا پڑا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس پر قصاص کا حکم فرمایا۔

اس قرآنی واقعہ جو قدرتِ خداوندی کا کرشمہ اور موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ ہے، سے یہ سبق بھی ملتا ہے کہ جس چیز کا تعلق بندگانِ خدا سے ہوتا ہے اُس کی قدر و منزلت کا اندازہ اُن کی ہم شکل چیزوں سے نہیں لگایا جاسکتا۔ اگر ذبیحہ گائے کے جسم کے ٹکڑوں سے مردے زندہ ہوجایا کرتے تو آج کرۂ ارض پر کوئی قبرستان نہ ہوتا۔

اللہ تعالیٰ نے اس ذریعہ سے اپنی قدرتِ کاملہ کی لوگوں کو ایک روشن ترین نشانی دکھائی کہ خدا تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور وہ رب قدیر اس پر بھی قادر ہے کہ اپنے بندوں کو برزخی زندگی میں آنے، جانے اور دیکھنے سننے کی قوت بھی عطا فرمائے۔

حیرت اس بات پر ہے کہ معاندین کو ان مسائل میں اس قدر ضد اور کد کیوں ہے؟ ہم تو انہیں صرف یہی مشورہ دے سکتے ہیں کہ بھلے مانسو! قرآن مجید فرقان حمید کو غور سے پڑھو! اور سمجھنے کی کوشش کرو۔ اور آتشِ عناد سے اپنے دل و دماغ کو جلانے کی بجائے اپنے اندر عقیدت اور محبتِ رسول پیدا کرو تا کہ قلب و نظر میں ہمیشہ ٹھنڈک رہے اور اطمینان و سکون کی دولت نصیب ہو۔ (جاری ہے)

تھرپارکر میں جماعتی سرگرمیاں

تھرپارکر..... مولانا قاضی احسان احمد (مرکزی مبلغ کراچی) دورۂ تھرپارکر کے لئے کنری تشریف لائے۔ مولانا مختار احمد مبلغ ختم نبوت (حلقہ تھرپارکر) کی رفاقت میں جالو چنور تھرپارکر گئے وہاں مولانا قاضی احسان احمد نے عوامی اجتماع سے خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ بعض لوگ قحط زدگان اور غریبوں کی امداد کی آڑ میں مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکا ڈالتے ہیں ان سے ہوشیار رہیں، کیونکہ ایمان کے تحفظ کے لئے مال، جان، عزت کو قربان کیا جاسکتا ہے مگر ایمان کا سودا نہیں کیا جاسکتا۔ اگر قادیانی این جی اوز کے ذریعہ تھرپارکر میں ارتدادی سرگرمیاں شروع کرنے کی کوشش کریں تو ان کے مکروہ چہرے کو بے نقاب کرنا ہے۔ اتوار کے دن کنری میں حافظ محمد ذیشان کی دعوت ولیمہ میں شرکت کی اور بنات کے مدرسے میں عقیدۂ ختم نبوت پر خطاب کیا۔ دریں اثنا کھنڈارو ضلع بدین میں "تاجدار ختم نبوت واسلام زندہ باد کانفرنس" ہوئی۔ ہزاروں کی تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔ مقامی علماء کرام نے بھی بھرپور حصہ لیا۔ کانفرنس میں مولانا محمد عیسیٰ سموں، مولانا گل حسن، مولانا خان محمد پٹھان، مولانا اسعد اللہ ابڑو اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا مختار احمد نے خطاب کیا۔ انہوں نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے کہا کہ تاریخ گواہ ہے جس نے عقیدۂ ختم نبوت کے لئے کام کیا عزت نے اس کے پاؤں چومے اور جس نے مخالفت کی ذلت اس کا مقدر بنی۔ انہوں نے آخر میں کانفرنس کا اہتمام کرنے والوں کا شکریہ ادا کیا۔ خاص طور پر مولانا حبیب الرحمٰن جمالی، جناب محمد رمضان، جناب محمد صادق ہنگورجا اور جناب نور محمد گرگیز۔ اللہ تعالیٰ ان ساتھیوں کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

ایک ہفتہ

حضرت شیخ الہندؒ کے دیس میں!

قسط:۲۱

مولانا اللہ وسایا مدظلہ

مولانا محمد اسماعیل صاحب کاندھلویؒ کے مختصر حالات:

حضرت خواجہ نظام الاولیاء کے مرقد مبارک کے قریب چونسٹھ کھمبے کے نام پر ایک عمارت ہے۔ اس عمارت کو چونسٹھ کھمبہ اس لئے کہتے ہیں کہ اس کے چونسٹھ پلر ہیں جن پر یہ عمارت کھڑی ہے۔ اس لئے اسے چونسٹھ کھمبہ کہتے ہیں۔ اس عمارت کے سرخ پھاٹک پر ایک عمارت میں ایک بزرگ رہتے تھے جن کا نام مولانا محمد اسماعیل صاحب تھا۔ یہ بزرگ مولانا محمد الیاس بانی تبلیغی جماعت کے والد گرامی اور حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کے دادا محترم تھے۔ مولانا محمد اسماعیل صاحب اصلاً جھنجھانہ کے تھے۔ پہلی بیوی سے مولانا محمد ہوئے۔ ان کے وصال کے بعد کاندھلہ میں حضرت مولانا مفتی الٰہی بخش کاندھلویؒ کے خاندان میں عقد ثانی ہوا۔ اس دوسرے عقد سے مولانا محمد یحییٰ کاندھلویؒ (والد مولانا محمد زکریا کاندھلوی) مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ بانی تبلیغی جماعت پیدا ہوئے۔ مولانا محمد اسماعیلؒ اب کاندھلہ اور پھر دہلی میں قیام پذیر ہوگئے۔

یاد رہے مفتی الٰہی بخش صاحبؒ، حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کے شاگرد تھے۔ مفتی الٰہی بخشؒ کے حقیقی بھتیجے مولانا مظفر حسین کاندھلویؒ تھے۔ ان کی نواسی مولانا محمد اسماعیل صاحبؒ کے عقد میں آئیں اور ان سے مولانا محمد یحییٰ کاندھلویؒ و مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ پیدا ہوئے۔ بہادر شاہ ظفر کے سمدھی مرزا الٰہی بخش تھے۔ مولانا محمد اسماعیل کاندھلویؒ ان کے بچوں کو پڑھاتے تھے۔ سرخ پھاٹک کے اوپر مکان میں رہتے تھے۔ قریب میں چھوٹی سی مسجد تھی۔ جس کے سامنے بہادر شاہ ظفر کے سمدھی مرزا الٰہی بخش کی نشست گاہ تھی اس لئے اس مسجد کو بنگلہ والی مسجد کہتے تھے۔ آپ نے اس مسجد میں پڑھنا پڑھانا شروع کیا۔ مولانا محمد اسماعیلؒ مستجاب الدعوات بزرگ تھے۔ آپ ہر وقت ذکر و عبادت میں منہمک رہتے تھے۔ خدمت خلق آپ کا خاص امتیازی وصف تھا۔ دوپہر کو غریب تھکے ماندہ مسافروں کو ڈول سے تازہ پانی نکال کر پلاتے تھے۔ مزدور مسافر کا بوجھ اتار کر نیچے رکھتے پھر تازہ پانی کنوئیں سے ڈول کے ذریعہ نکال کر اس کو پلاتے اور پھر دو رکعت نفل شکرانہ ادا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ تو نے مجھے اپنی مخلوق کی خدمت کی توفیق رفیق کی۔ میں اس قابل نہ تھا۔ حضرت نظام الاولیاء کے مزار مبارک پر اجتماع ہوتا یا ویسے کوئی ہجوم ہوتا تو پانی اور لوٹوں کا بہت اہتمام کرتے۔ مخلوق خدا کی خدمت ان کا خاص ذوق تھا۔ اسی ذکر و عبادت اور خدمت خلق سے آپ کو مرتبہ احسان حاصل تھا۔ مولانا محمد اسماعیلؒ نے ایک بار حضرت گنگوہیؒ سے عرض کیا کہ مجھے طریق تصوف میں جوڑا جائے۔ حضرت گنگوہیؒ نے فرمایا کہ جو شخص قرآن مجید پڑھا ہوا ہو اسے نورانی قاعدہ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ آپ مرتبہ احسان پر پہلے سے فائز ہیں اور یہی تصوف کا مقصد ہے۔ مولانا محمد اسماعیل صاحبؒ تلاوت قرآن مجید کے بھی دلدادہ تھے۔

ایک بار مسجد سے نکلے کہ کوئی مسلمان مل جائے۔ اسے ساتھ ملا کر مسجد میں جماعت سے نماز پڑھ لیں۔ چند آدمی ملے۔ پوچھا کہاں جاتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ مزدوری کے لئے۔ فرمایا مزدوری تمہیں یہاں مل جائے تو پھر؟ وہ ٹک گئے۔ آپ نے ان کو کلمہ شریف، نماز یاد کرائی۔ مسائل بتائے اور نمازی بنایا۔ وہ پکے نمازی ہوگئے تو مزدوری بھی کرتے اور نماز میں ناغہ بھی نہ ہوتا۔ یومیہ مزدوری دینا اور ان کو پڑھنے اور سیکھنے میں مصروف رکھنا، مولانا کا کمال تھا۔ یہ بنگلہ مسجد جو اب تبلیغی جماعت کا عالمی مرکز ہے اس کی یہاں سے ابتداء ہوئی۔ پھر یہی نمازی مزدور یا ان کی اولاد سے دس بارہ طالب علم میوات کے اس مسجد میں پڑھنے سیکھنے کے لئے رہنے لگے۔ یوں اہل میوات سے بانی تبلیغ مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ کے والد گرامی مولانا محمد اسماعیل صاحبؒ کا رابطہ ہوا۔ ۷رشوال ۱۳۱۵ھ مطابق

۲۶فروری ۱۸۹۸ء کو مولانا محمد اسماعیل رحمہ اللہ نے وفات پائی۔ آپ کے منجھلے صاحبزادہ مولانا محمد یحییٰ کاندھلوی رحمہ اللہ نے نماز پڑھائی۔ ہجوم اتنا تھا کہ بار بار لوگوں نے نماز جنازہ پڑھی۔ ایک صاحب کشف بزرگ پر منکشف ہوا کہ مولانا محمد اسماعیل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''میری جلدی تدفین کرو۔ میں دیر کی وجہ سے شرمسار ہو رہا ہوں کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام میرا انتظار کر رہے ہیں۔ دیر نہ کرو'' وہ یہاں حجرہ میں مدفون ہیں جو تبلیغی مرکز کی عمارت کے وسط میں آ گیا ہے۔ یہاں بھی ایصال ثواب ودعا کی سعادت نصیب ہوئی۔

مولانا محمد الیاس کاندھلوی رحمہ اللہ بانی تبلیغی جماعت

مولانا محمد اسماعیل صاحب کاندھلوی رحمہ اللہ کے سب سے چھوٹے بیٹے مولانا محمد الیاس کاندھلوی رحمہ اللہ تھے جو ۱۳۰۳ھ میں پیدا ہوئے۔ ننھیال کاندھلہ اور والد گرامی کے ہاں نظام الدین میں تعلیم حاصل کی۔ پھر والد صاحب کی اجازت سے اپنے بڑے بھائی مولانا محمد یحییٰ کاندھلویؒ کے ساتھ گنگوہ چلے گئے۔ مولانا محمد الیاس رحمہ اللہ جب گنگوہ آئے تو دس بارہ سال کے تھے۔ حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کے وصال تک دس سال آپ یہاں رہے۔ حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کے وصال کے وقت مولانا محمد الیاس رحمہ اللہ بیس سال کے تھے۔

حضرت گنگوہی رحمہ اللہ چھوٹے بچوں اور طالب علموں کو بیعت نہ کرتے تھے۔ لیکن مولانا محمد یحییٰ رحمہ اللہ کے کہنے پر مولانا محمد الیاس رحمہ اللہ کو طلب علمی کے زمانہ میں مرید کر لیا۔ اس سے مولانا محمد الیاس صاحب رحمہ اللہ کو حضرت گنگوہی رحمہ اللہ سے ایسا قلبی تعلق ہوا کہ بسا اوقات بیٹھے یا لیٹے اٹھ کر حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کے حجرہ کے دروازہ پر کھڑے ہو کر صرف زیارت کر کے واپس آ جاتے تھے۔ ایک دفعہ مولانا محمد الیاس رحمہ اللہ نے اپنے بڑے بھائی مولانا یحییٰ رحمہ اللہ سے کہا کہ میں مطالعہ حضرت کے کمرہ میں بیٹھ کر کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے اجازت لے کر دیں۔ مولانا یحییٰ نے حضرت گنگوہی سے مولانا الیاس کی اس خواہش کا اظہار کیا تو حضرت گنگوہی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ الیاس رحمہ اللہ کے پاس بیٹھنے سے میری خلوت میں فرق نہ آئے گا۔ وہ یہاں حجرہ میں مطالعہ کر لیا کرے۔ ایک بار حضرت مولانا محمد الیاسؒ نے حضرت گنگوہی رحمہ اللہ سے عرض کیا کہ ذکر کے دوران سخت بوجھ پڑتا ہے۔ مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ یہ سنتے ہی ''حضرت گنگوہی رحمہ اللہ تھرا گئے'' اور فرمایا کہ یہی بات مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ نے حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ سے فرمائی تھی تو حضرت حاجی صاحبؒ نے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ تم سے کام لے گا۔ فقیر راقم عرض گزار ہے کہ حضرت حاجی صاحبؒ اور حضرت گنگوہیؒ شیخ اور مسترشد دونوں کی بات سو فیصد پوری نکلی کہ حضرت نانوتویؒ سے اللہ تعالیٰ نے دارالعلوم دیوبند کے قیام کا کام لیا اور حضرت مولانا محمد الیاس رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ نے تبلیغی جماعت کے قائم کرنے کا کام لیا۔ آج دونوں اداروں کا.... ایک ادارہ تعلیم کا دوسرا تعلم کا.... پوری دنیا میں ان کا فیض جاری ہے۔ فالحمدللہ!

ان دونوں اداروں کی زیارت کا فقیر نے شرف حاصل کیا۔ حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کی وفات پر مولانا محمد الیاس رحمہ اللہ نے فرمایا کہ زندگی میں دو غم پیش آئے جو تمام غموں سے بڑھ کر ہوئے۔ ایک والد مرحوم کی وفات، دوسرے مولانا گنگوہی رحمہ اللہ کی وفات۔ بعد میں فرماتے تھے کہ حضرت! ساری زندگی کا رونا حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کی وفات پر رولئے تھے۔ ۱۳۲۶ھ میں آپ نے حضرت شیخ الہندؒ کے ہاں دارالعلوم دیوبند میں بخاری شریف وترمذی شریف پڑھی۔ پھر کئی سال بعد اپنے برادر اکبر مولانا محمد یحییٰ صاحب رحمہ اللہ سے چار ماہ میں دوبارہ دورہ حدیث شریف کی کتب پڑھیں۔ حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ اپنے شاگرد مولانا محمد الیاس رحمہ اللہ میں تعلیمی انہماک، دینی

صحابہ کرامؓ کا حصولِ علم کے لئے طریقِ کار

''فرمایا: مدینہ منورہ میں علوم دینیہ کا کوئی مدرسہ بھی نہ تھا اگر ہوتا تو بھی وہ (مدینہ والے) اس کے باقاعدہ طالب علم نہیں بن سکتے تھے اور دین کی ضرورت، مسائل واحکام اور مسائل کے علم سے بے بہرہ نہیں تھے، یہ علم ان کے پاس کہاں سے آیا؟! محض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں شرکت وحضوری پر زیادہ جاننے والوں کے پاس بیٹھنے اور اہل دین کی صحبت واختلاط اور ان کی حرکات وسکنات کو بغور دیکھنے، سفروں اور جہاد میں رفاقت اور بروقت اور بر موقعہ احکام معلوم کرنے اور دینی ماحول میں رہنے سے، اس میں شبہ نہیں کہ اس درجہ اور معیار کی بات آج حاصل نہیں ہو سکتی، لیکن اس سے انکار بھی نہیں کیا جا سکتا کہ اس کی کچھ نہ کچھ صورت انہی راستوں سے آج بھی پیدا کی جا سکتی ہے۔''

(مولانا محمد الیاسؒ اور ان کی دینی دعوت، ص:۱۰۶، مکتبہ دینیات)

اقدار کے احیا، اور سنت کی ترویج کی جو لگن تھی اسے دیکھتے تو فرماتے تھے کہ یہ محمد الیاس ؒ حضرات صحابہ کرامؓ کے دینی جذبہ کے علمبردار ہیں۔ حضرت مولانا محمد الیاس ؒ نے مظاہر علوم میں اپنے گرامی قدر برادر مولانا محمد یحییٰ کاندھلوی کے علاوہ مولانا خلیل احمد سہارنپوری ؒ سے بھی کسب فیض کیا۔

حضرت گنگوہی ؒ کے وصال کے بعد حضرت شیخ الہند ؒ سے بیعت جہاد بھی کی اور سلوک کا تعلق قائم کرنے کی درخواست کی۔ حضرت شیخ الہند ؒ کے مشورہ پر سلوک کا تعلق حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری ؒ سے قائم کیا۔ ۱۷؍اکتوبر ۱۹۱۲ء کو مولانا محمد الیاس کاندھلوی ؒ کا نکاح حقیقی ماموں جناب مولانا رؤف الحسن کی صاحبزادی سے ہوا۔ حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری ؒ، مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری ؒ اور حضرت حکیم الامت شیخ تھانوی ؒ مجلس نکاح میں موجود تھے۔ ستمبر ۱۹۱۵ء میں پہلے حج کے لئے حجاز مقدس تشریف لے گئے۔

مولانا الیاس ؒ میوات میں بطور مدرس:

مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ کے والد گرامی مولانا محمد اسماعیلؒ کے وصال کے بعد آپ کے جانشین بڑے صاحبزادے مولانا محمدؒ بنے جو حضرت گنگوہی ؒ کے شاگرد تھے۔ جو والد گرامی کی مسجد اور مدرسہ کے منتظم تھے۔ میوات کے بچوں کو آپ نے پڑھانا شروع کیا۔ یہ عرصہ تک یہاں خدمات سرانجام دیتے رہے۔ ان کا وصال ۸؍فروری ۱۹۱۸ء کو ہوا تو اب مولانا محمد اسماعیل صاحب کے چھوٹے صاحبزادے راقم کے ممدوح مولانا محمد الیاس صاحب ؒ کا نظام الدین میں رہنا طے پایا۔ اپنے والد مولانا محمد اسماعیل ؒ، اپنے برادر مولانا محمد ؒ صاحب کے جانشین کے طور پر نظام الدین میں قیام کرنا شروع فرمایا۔

اس زمانہ میں بنگلہ کی مختصر مسجد چند مکانات، قریب میں حضرت خواجہ نظام الاولیاء کی خانقاہ اس کی بھی اس زمانہ میں مختصر آبادی اور یہ بستی نظام الدین دہلی سے کئی میل دور تھی۔ قرب وجوار میں جنگل۔ مولانا محمد الیاس ؒ یہاں تشریف لائے تو طلبہ کی تعداد ستر، اسی سے بھی اوپر چلی گئی۔ یہ دور آپ کے مجاہدہ کا دور ہے۔ فاقوں پر گزارہ ہوا۔ بسا اوقات خودرو پودوں کے پتوں سے پیٹ بھر لیا کرتے تھے۔ اس زمانہ میں آپ پر خلوت نشینی کا بھی غلبہ ہوا۔ اسباق سے فارغ ہوتے تو ہمایوں کے مقبرہ کی دوسرے سائیڈ پر ایک ویران مسجد میں چلے جاتے۔ کبھی مرزا مظہر جان جاناں ؒ کے شیخ ومرشد جناب سید نور محمد بدایونی ؒ کے مقبرہ پر چلے جاتے تھے۔ مولانا محمد اسماعیل صاحب ؒ نے میوات میں تبلیغ کے کام کا آغاز کیا۔ مولانا محمد ؒ آپ کے صاحبزادہ نے اس شمع کو روشن رکھا۔ اب مولانا محمد الیاس کاندھلوی ؒ اس مسند پر نظام الدین تشریف لائے تو اس کام کو وسعت دی۔ میوات کے آپ نے کئی دورے کئے۔ بیان کرتے۔ لوگوں سے ملاقاتیں ہوتیں۔ قرآنی مکاتب قائم کرتے۔ مساجد بنواتے۔ پہلے سے بنی مساجد کو آباد کرنے کا شوق دلاتے۔ مختصر وقت میں ایک سو سے زائد مکاتب قرآنی کھل گئے۔ ان مدارس ومکاتب کے اخراجات، اساتذہ کی تنخواہیں سب کا حضرت مولانا محمد الیاس ؒ خیال رکھتے۔ نظم بناتے اور یہ سب کچھ آپ کے ذریعہ سے پورا ہوتا تھا۔

اب ان مکاتب سے وابستہ افراد، بچوں کے والدین، ان کے خاندانوں کے سرکردہ حضرات سے رابطہ رکھا۔ انہیں دینی تعلیم کے حصول کے لئے مزید متوجہ کیا اور پھر حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری ؒ کا ربیع الاول ۱۳۴۴ھ میں میوات کا تبلیغی سفر کرایا۔ ان تمام حضرات جن پر آپ محنت کر چکے تھے ان سب کو حضرت سہارنپوری ؒ سے بیعت کرادیا۔

دوسرا بڑا کام آپ نے یہ کیا کہ میواتی قوم کی باہمی رنجشوں کو ختم کرانے کے لئے ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۵۳ھ مطابق ۲ اگست ۱۹۳۴ء کو قصبہ نوح ضلع گڑگاؤں میں پنچایت بلائی۔ اس میں باہمی رنجشوں کے علاوہ رسوم شرکیہ سے اجتناب، کلمہ، نماز کا اہتمام عقائد کے تحفظ کا وعدہ ہوا اور ان تمام امور پر مشتمل تحریر مرتب ہوکر ایک سو سربرآوردہ چوہدری صاحبان کے دستخط ہوئے۔

آپ نے دوسرا حج ۱۹۲۶ء میں کیا۔ حج کے بعد مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو مزید قیام کے لئے طبیعت میں بے چینی پیدا ہوئی۔ حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری ؒ نے آپ کے ہمراہیوں سے فرمایا کہ یا تو تم بھی اپنا قیام مدینہ بڑھالو یا مولانا محمد الیاس ؒ کو یہاں چھوڑ کر ان کے بغیر واپس چلے جاؤ۔ چنانچہ تمام ہمراہی قیام کے بڑھانے پر متفق ہوگئے۔ حضرت مولانا سید محمد شاہد سہارنپوری دامت برکاتہم نے اپنی تصنیف ”حضرت مولانا محمد انعام الحسن کاندھلوی ؒ“ کی پہلی جلد کے پہلے باب میں لکھا ہے کہ اس سفر میں مولانا محمد الیاس صاحب ؒ کو آنحضرت ﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی اور بتلایا گیا کہ ہم تم سے کام لیں گے۔“ اس بشارت پر قلب میں مزید بے چینی بڑھ گئی کہ ضعیف وناتواں سے کیا کام لیا جائے گا؟ حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی ؒ کے برادر اکبر مولانا سید احمد صاحب ؒ سے خواب اور اپنی پریشانی کا ذکر کیا۔ انہوں نے تسلی دی کہ خواب میں یہ تو نہیں کہا گیا کہ ”تم کام کروگے“ بلکہ یہ کہا گیا کہ ”ہم تم سے کام لیں گے“ آپ کیوں فکر کرتے رہتے ہیں۔ کام لینے والے خود کام لے لیں گے۔ اس پر مولانا محمد الیاس ؒ کو تسلی ہوگئی۔ (جاری ہے)

تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء

تاریخ کے آئینے میں

افتخار احمد، کولون جرمنی

۱۹۷۱ء کے انتخابات میں قادیانی مسٹر بھٹو کے حلیف تھے اور انہوں نے بھٹو صاحب کو جتوانے میں ہر ممکن تعاون کیا تھا، چنانچہ جب بھٹو صاحب اقتدار میں آئے تو قادیانیوں نے نہ صرف تعلیم گاہوں میں قادیانیت کی تبلیغ شروع کردی بلکہ مسلمانوں کے گھروں میں بھی پمفلٹ پھینکنے شروع کردیے اور ایسا تاثر دیا جانے لگا کہ ان کی حکومت عنقریب قائم ہونے والی ہے۔ قادیانیوں کے خلیفہ مرزا ناصر احمد نے اشاروں، کنائیوں میں اپنے ماننے والوں کو خاص قسم کی تیاریوں کا حکم دے دیا، جس کے مطابق ربوہ (چناب نگر) کے علاوہ دیگر شہروں کے قادیانی مراکز میں لاٹھی چلانا، گتکا، نیزہ بازی، حملہ آور ہونے کے علاوہ حملے کو روکنے کی مشقیں شامل تھیں۔ غلیل ہر گھر میں رکھنے کی بات کی گئی جو غالباً اسلحہ رکھنے کا اشارہ تھا، ان مشقوں کے بعد ربوہ و دیگر شہروں کا ہر نوجوان اپنے آپ کو فاتح اور سورما سمجھنے لگا۔

راقم خود اس وقت ربوہ کا ہی رہائشی تھا اور نوجوان ہونے کی بنا پر اس کیفیت کو سمجھتا تھا۔ مئی ۱۹۷۴ء میں نشتر میڈیکل کالج کے طلبا بذریعہ چناب ایکسپریس ربوہ سے گزرے تو ریلوے اسٹیشن پر کچھ نعرے بازی کرگئے جسے قادیانیوں نے اپنی توہین سمجھا اور منتظر رہے کہ کب وہ واپس آئیں تاکہ انہیں حاصل کی گئی عسکری تربیت کے جوہر دکھانے کا موقع مل سکے۔

۲۹ رمئی ۱۹۷۴ء کو طلبا کی واپسی پر چناب نگر کے ریلوے اسٹیشن پر چناب ایکسپریس پر حملہ کرکے نہتے طالب علموں پر جو وحشیانہ تشدد کیا گیا وہ ملکی تاریخ کا ایک حصہ ہے۔ اس پُرتشدد واقعہ کے بعد پورے ملک میں قادیانی مخالفت کی تحریک چل پڑی جو ۷ رستمبر کو قومی اسمبلی کے اس فیصلے کے بعد جس میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا گیا، اپنے اختتام کو پہنچی۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء ایک نظر میں:

۲۲ رمئی... طلبا کے وفد کی ربوہ اسٹیشن پر قادیانیوں سے تو تکار ہوئی۔

۲۹ رمئی... بدلہ لینے کے لئے قادیانیوں نے ریلوے اسٹیشن پر طلبا پر قاتلانہ وسفاکانہ حملہ کیا۔

۳۰ رمئی... لاہور و دیگر شہروں میں ہڑتال ہوئی۔

۳۱ رمئی... سانحہ ربوہ کی تحقیقات کے لئے صمدانی ٹریبونل کا قیام عمل میں آیا۔

۱۳ رجون... وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے نشری تقریر میں بجٹ کے بعد مسئلہ قومی اسمبلی کے سپرد کرنے کا اعلان کیا۔

۱۴ رجون... ملک گیر ہڑتال ہوئی، جس کے بعد پُرتشدد واقعات پھوٹنا شروع ہوگئے۔

۳۰ رجون... قومی اسمبلی میں ایک متفقہ قرارداد پیش ہوئی جس پر غور کے لئے پوری قومی اسمبلی کو خصوصی کمیٹی میں تبدیل کردیا گیا۔

۲۴ رجولائی... وزیر اعظم نے اعلان کیا کہ جو قومی اسمبلی کا فیصلہ ہوگا، ہمیں منظور ہوگا۔

۳ راگست... صمدانی ٹریبونل نے تحقیقات مکمل کرلیں۔

۵ راگست سے ۲۳ راگست... وقفوں سے قادیانی سربراہ مرزا ناصر احمد سے گیارہ روز تک قومی اسمبلی میں جرح کی گئی۔

۲۰ راگست... صمدانی ٹریبونل نے اپنی رپورٹ وزیر اعلیٰ کو پیش کی۔

۲۲ راگست... رپورٹ وزیر اعظم کو پیش کی گئی۔

۲۴ راگست... وزیر اعظم نے فیصلہ کے لئے ۷ رستمبر کی تاریخ مقرر کی۔

۲۷، ۲۸ راگست... لاہوری گروپ پر قومی اسمبلی میں جرح ہوئی۔

یکم ستمبر... شاہی مسجد لاہور میں ملک گیر ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔

۵، ۶ رستمبر... اٹارنی جنرل نے قومی اسمبلی میں عمومی بحث کی اور قادیانیوں پر جرح کا خلاصہ پیش کیا۔

۷ رستمبر... قومی اسمبلی نے فیصلہ کا اعلان کیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو ماننے والے لاہوری اور قادیانی دونوں گروپ غیر مسلم ہیں۔

فیصلہ کے فوری بعد وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے قومی اسمبلی سے خطاب کیا اور کہا کہ آج کے روز جو فیصلہ ہوا ہے، یہ ایک قومی فیصلہ ہے، میں نہیں چاہتا کہ فقط حکومت ہی اس فیصلے کی تحسین کی مستحق قرار پائے، یہ فیصلہ پاکستان کے تمام مسلمانوں کے ارادے،

خواہشات اور ان کے جذبات کی عکاسی کرتا ہے۔ پاکستان کی بنیاد اسلام پر ہے، پاکستان مسلمانوں کے لئے وجود میں آیا تھا، اگر کوئی ایسا فیصلہ کرلیا جاتا جسے اس ملک کے مسلمانوں کی اکثریت اسلام کی تعلیمات اور اعتقادات کے خلاف سمجھتی تو اس سے پاکستان کے تصور کو بھی ٹھیس لگنے کا اندیشہ تھا۔

علماء کی کاوش:

اس وقت قومی اسمبلی میں مولانا مفتی محمودؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا شاہ احمد نورانیؒ، پروفیسر غفور احمدؒ، مولانا عبدالحق، مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری اور مولانا عبدالحکیم اور ان کے رفقاء نے ختم نبوت کی وکالت کی، متفقہ طور پر اپوزیشن کی طرف سے مولانا شاہ احمد نورانیؒ نے قادیانیوں کے خلاف قرارداد پیش کی اور حزب اقتدار کی طرف سے وزیر قانون عبدالحفیظ پیرزادہ نے ایسی ہی قرارداد پیش کی۔ قادیانی اور لاہوری گروپوں کے سربراہوں کے قومی اسمبلی میں بیان کردہ موقف کے جواب میں امت مسلمہ کا موقف مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کی قیادت میں مولانا محمد حیاتؒ، مولانا محمد تقی عثمانی، مولانا محمد شریف جالندھریؒ، مولانا عبدالرحیم اشعرؒ، مولانا تاج محمودؒ، مولانا سمیع الحق اور سید انور حسین نفیسؒ نے مرتب کیا، اسے قومی اسمبلی میں پیش کرنے کے لئے چوہدری ظہور الٰہی کی تجویز و دیگر کی تائید پر قرعہ فال مولانا مفتی محمودؒ کے نام نکلا جنہوں نے محضرنامہ قومی اسمبلی میں پڑھ کر قادیانیوں کی حقیقت آشکار کی۔ مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ، مولانا عبیداللہ انورؒ نوابزادہ نصر اللہ خان، آغا شورش کاشمیریؒ، علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ، مولانا عبدالقادر روپڑی، مفتی زین العابدینؒ، مولانا تاج محمودؒ، مولانا عبدالستار نیازیؒ، مولانا محمد شریف جالندھریؒ، صاحبزادہ افتخار الحسنؒ، غرضیکہ چاروں صوبوں کے تمام مکاتب فکر نے تحریک کے الاؤ کو ایندھن مہیا کیا۔

آخری گزارش:

ختم نبوت سے وحدت امت کا راز وابستہ ہے۔ فتنہ انکار ختم نبوت ملی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کی ناپاک استعماری سازش ہے۔ آج کے تمام مکاتب فکر مل کر ہی باہمی اتحاد و اعتماد سے اس فتنہ کو ختم کرسکتے ہیں۔ مسئلہ ختم نبوت کسی ایک فرقے کا مسئلہ نہیں بلکہ پوری امت کا مشترکہ مسئلہ ہے، اس میں کوشش و کاوش اور اجتماعی طور پر بڑھ چڑھ کر حصہ لینا تمام مسلمانوں کے لئے انتہائی ضروری ہے اور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا باعث بھی، کروڑوں رحمتیں ہوں ان تمام افراد پر جن کی شب و روز کی اخلاص بھری محنتوں سے ۱۹۷۴ء کی تحریک کامیاب ہوئی۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء:

بلاشبہ یہ برصغیر کی عظیم ترین تحریک تھی، جس میں دس ہزار مسلمانوں نے اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا ایک لاکھ مسلمانوں نے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں، دس لاکھ مسلمان اس تحریک سے متاثر ہوئے بدنصیبی سے اسلامی مملکت پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خان کو بنایا گیا جس نے قادیانیت کے تابوت کو اپنی وزارت کے کندھوں پر سوار کرکے اندرون و بیرون ملک متعارف کرانے کی کوششیں شروع کردیں، اس تحریک کو سختی سے کچلنے کے دعوے تو کئے گئے مگر قادیانیت کی پٹاری کھل کر سب کے سامنے آئی اور یہی تحریک ۱۹۷۴ء کی تحریک میں تبدیل ہوکر کامیابی حاصل کرگئی۔

ختم نبوت زندہ باد:

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں ایک مسلمان نوجوان دیوانہ وار ختم نبوت زندہ باد کے نعرے لاہور کی سڑکوں پر لگارہا تھا، پولیس نے پکڑ کر تھپڑ مارا، اس نے پھر ختم نبوت زندہ باد کا نعرہ لگایا، پولیس نے بندوق کا بٹ مارا، اس نے پھر یہی نعرہ لگایا، وہ مارتے رہے اس کے نعروں کی شدت کم نہ ہوئی، اسے اٹھا کر گاڑی میں ڈالا، زخموں سے چور چور نوجوان ختم نبوت زندہ باد کے نعرے لگاتا رہا، اسے فوجی عدالت میں پیش کیا گیا، آتے ہی یہی نعرہ لگایا تو فوجی افسر نے کہا: ایک سال سزا، اس نے پھر یہی نعرہ لگایا، فوجی نے کہا: دو سال سزا، غرضیکہ فوجی سزا بڑھاتا رہا اور مسلمان نوجوان نعرے لگاتا رہا۔ آخر کار فوجی عدالت نے کہا کہ اسے باہر لے جاکر گولی ماردو، اس نے گولی کا سن کر نعرہ لگایا اور ساتھ ہی رقص شروع کردیا، اس کی حالت دیکھ کر فوجی نے کہا: دیوانہ ہے اسے رہا کردو۔ نوجوان نے فلک شگاف ختم نبوت زندہ باد کا نعرہ لگایا اور چلتا بنا۔

دہلی دروازہ لاہور کے باہر صبح سے عصر تک جلوس نکلتے رہے اور غلامان محمد دیوانہ وار کرفیو کی پروا کئے بغیر سینوں پر گولیاں کھا کر آقائے نامدار محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس پر جان قربان کرتے رہے، عصر کے بعد ایک اسی سالہ بوڑھا اپنے پانچ سالہ معصوم پوتے کو کندھوں پر اٹھالایا، دادا نے ختم نبوت زندہ باد کا نعرہ لگایا، معصوم بچے نے پڑھے سبق کے مطابق زندہ باد کہا، دو گولیاں آئیں اور سینوں کو چھلنی کرگئیں، دونوں شہید ہوگئے، مگر تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ کرگئے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس پر مشکل وقت آئے تو مسلمان قوم کے اسی سالہ بوڑھے سے لے کر پانچ سالہ معصوم بچے تک سب جان دے کر اپنے پیارے آقا کی عزت و ناموس کی حفاظت کرتے ہیں۔

اذان عشق:

لاہور میں دوران کرفیو اذان کے وقت ایک شخص کرفیو کی خلاف ورزی کرکے آگے بڑھا، مسجد

میں پہنچ کر اللہ اکبر کہہ پایا تھا کہ گولی لگی، ڈھیر ہو گیا، دوسرا آگے بڑھا اس نے اشہد ان لا الٰہ کہا، گولی لگی ڈھیر ہو گیا۔ باری باری نو مسلمان شہید ہو گئے، مگر اذان پوری کر کے چھوڑی:

"خدا رحمت کنند ایں عاشقان پاک طینت را"

۱۹۵۳ء کی اس تحریک کو طاقت کے بل بوتے پر کچلنے والے جنرل اعظم تھے جنہیں خصوصی طور پر مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر قائم کیا گیا تھا، ظلم و بربریت کی زیادہ تر داستانیں لاہور اور فیصل آباد میں رقم ہوئیں۔

قادیانیوں نے قومی اسمبلی کے ۱۹۷۴ء کے فیصلے کو کبھی بھی تسلیم نہیں کیا، جنرل ضیاء الحق مرحوم کے دور میں جب قوانین مزید سخت کر کے ان پر سختی سے عمل درآمد کرنے کے احکامات جاری ہوئے تو یورپ و دیگر ممالک میں ان کے اسائلم کیس منظور ہونا شروع ہوئے، جہاں یہ ایک اچھی خاصی تعداد میں منظم انداز میں اپنے آپ کو مسلمان کہلوانے میں بضد ہیں جبکہ سعودی عرب سمیت پوری امت مسلمہ یکجا ہو کر ایک اجتماعی فتویٰ کے ذریعے انہیں غیر مسلم قرار دے چکی ہے۔

قادیانی جماعت یورپ میں اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کو اپنے عقیدے کی تبلیغ کے لئے چراگاہیں قرار دیتی ہے، جہاں مختلف طریقوں سے بچوں، بچیوں اور نوجوانوں کو ورغلانے کی کوششیں کی جاتی ہیں، والدین کو چاہیے کہ اپنے بچوں کو جہاں اسلام کی تعلیم دیتے ہیں وہاں اس فتنے کے بارے میں بھی آگاہ کریں تاکہ وہ قادیانیوں/مرزائیوں کے شر سے محفوظ رہیں۔ وما توفیق الا باللہ۔

☆☆..........☆☆

تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء

۱۹۷۰ء کے الیکشن میں چند سیٹوں پر مرزائی منتخب ہو گئے، اقتدار کے نشے اور ایک سیاسی جماعت سے وابستگی نے دیوانہ کر دیا، وہ حالات کو اپنے لئے سازگار پا کر انقلاب کے ذریعے اقتدار پر قبضہ کی اسکیمیں بنانے لگے، قادیانی جرنیلوں نے اپنی سرگرمیاں تیز کر دیں۔ اس نشے میں دھت ہو کر انہوں نے ۲۹ مئی ۱۹۷۴ء چناب نگر ریلوے اسٹیشن پر چناب ایکسپریس کے ذریعے سفر کرنے والے ملتان نشتر میڈیکل کالج کے طلباء پر قاتلانہ حملہ کیا، جس کے نتیجے میں تحریک چلی۔

مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ ان دنوں "مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان" کے امیر تھے، ان کی دعوت پر امت کے تمام طبقات جمع ہوئے، آل پارٹیز مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان تشکیل پائی۔ جس کے سربراہ حضرت شیخ بنوریؒ قرار پائے۔ امت محمدیہ کی خوش نصیبی کہ اس وقت قومی اسمبلی میں تمام اپوزیشن متحد تھی، چنانچہ اپوزیشن پوری کی پوری مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان میں شریک ہو گئی۔

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا اعجاز ملاحظہ ہو کہ تمام مذہبی و سیاسی جماعتوں نے متحد ہو کر ایک ہی نعرہ لگایا کہ مرزائیت کو غیر مسلم قرار دیا جائے۔

اس وقت قومی اسمبلی میں مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ، شیر اسلام مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا شاہ احمد نورانیؒ، مولانا عبدالحق، پروفیسر غفور احمدؒ، مولانا عبدالمصطفیٰ الازہریؒ، مولانا صدر الشہیدؒ، مولانا عبدالحکیمؒ اور ان کے رفقاء نے ختم نبوت کی وکالت کی، متفقہ طور پر اپوزیشن کی طرف سے مولانا شاہ احمد نورانیؒ نے مرزائیوں کے خلاف قرارداد پیش کی اور پیپلز پارٹی برسر اقتدار طبقہ (حکومت) کی طرف سے دوسری قرارداد عبدالحفیظ پیرزادہ نے پیش کی، جو ان دنوں وزیر قانون تھے، قومی اسمبلی میں مرزائیت پر بحث شروع ہو گئی، پورے ملک میں مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ، مولانا عبیداللہ انورؒ، نوابزادہ نصر اللہ خانؒ، آغا شورش کشمیریؒ، علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ، مولانا عبدالقادر روپڑیؒ، مفتی زین العابدینؒ، مولانا تاج محمودؒ، مولانا سائیں عبدالکریمؒ، پیر شریف، مولانا سائیں محمد شاہ امروٹی، مولانا عبدالواحد، مولانا محمد شریف جالندھریؒ، مولانا عبدالستار خان نیازیؒ، مولانا صاحبزادہ فیض رسول حیدرؒ، مولانا صاحبزادہ افتخار الحسنؒ غرضیکہ چاروں صوبوں کے تمام مکاتب فکر نے تحریک کے لاؤ کو ایندھن مہیا کیا، تحریک کامیاب ہوئی۔

اخبارات و رسائل نے تحریک کی آواز کو ملک گیر بنانے میں بھرپور کردار ادا کیا، تمام سیاسی و مذہبی جماعتوں کا دباؤ بڑھتا گیا، ادھر قومی اسمبلی میں قادیانی و لاہوری گروپوں کے سربراہوں نے اپنا اپنا موقف پیش کیا، ان کا جواب اور امت مسلمہ کا موقف مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کی قیادت میں فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ، مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ، مولانا محمد شریف جالندھریؒ، مولانا عبدالرحیم اشعرؒ، مولانا تاج محمودؒ، مولانا سمیع الحق مدظلہ اور قبلہ مولانا سید انور حسین نفیسؒ رقم نے مرتب کیا۔

اسے قومی اسمبلی میں پیش کرنے کے لئے چوہدری ظہور الٰہی کی تجویز اور دیگر تمام حضرات کی تائید پر قرعہ فال حضرت مولانا مفتی محمودؒ کے نام نکلا، جس وقت انہوں نے یہ محضر نامہ پڑھا، قادیانیت کی حقیقت کھل کر اسمبلی کے ارکان کے سامنے آ گئی۔ مرزائیت پر اوس پڑ گئی۔ ۲۹ مئی ۱۹۷۴ء سے ہوتے ہوئے یہاں پر پہنچ گئے کہ: آج ۷ ستمبر کا عظیم الشان دن ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کی فتح کا دن ہے، عاشقان رسول کی کھیتی کے پکنے کا دن ہے، وارثان نبوت کی محنت ثمر آور ہونے کا دن ہے، ۹۰ سالہ جدوجہد، کامیابی اور کامرانی سے ہمکنار ہونے کا دن ہے۔

کئی دن کی شب و روز مسلسل محنت و کاوش کے بعد جناب ذوالفقار علی بھٹو کے عہد اقتدار میں متفقہ طور پر ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو نیشنل اسمبلی آف پاکستان نے عبدالحفیظ پیرزادہ کی پیش کردہ قرارداد کو منظور کیا اور مرزا قادیانی کے ماننے والے ہر دو گروپ آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار پائے اور آئین پاکستان میں درج ذیل ترمیم وجود میں آئی: آئین کی دفعہ ۲۶۰ میں شق (۲) کے بعد حسب ذیل نئی شق درج کی جائے گی یعنی (۳) جو شخص حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو آخری نبی ہیں، کے خاتم النبیین ہونے پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان نہیں رکھتا یا جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی مفہوم میں یا کسی بھی قسم کا نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا کسی ایسے مدعی کو نبی یا دینی مصلح تسلیم کرتا ہے، وہ آئین یا قانون کے اغراض کے لئے مسلمان نہیں ہے۔

آج الحمد للہ! آئین پاکستان قرآن و سنت کی روشنی میں یہ بات طے ہو چکی ہے کہ قادیانیت اسلام کا حصہ نہیں ہے۔ اسلامیان پاکستان اپنے اسلاف کی محنتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے آج بھی اس عظیم مشن کو جاری رکھنے میں اپنا کردار ادا کریں تاکہ کل قیامت کے دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت حاصل ہونے کا بہترین ذریعہ میسر آ سکے۔ آمین

مولانا قاضی احسان احمد

افریقی ممالک کی دینی حالت

ضروریات..........تقاضے

حضرت علامہ دامت برکاتہم کی یہ تحریر ماہنامہ بینات کراچی بابت ماہ نومبر ۱۹۷۶ء میں شائع ہوئی ہے۔اس دور میں قادیانیوں نے ان افریقی ممالک میں اپنے کفریہ عقائد ونظریات کی کس طرح ترویج کی کوششیں کیں،اس کی ایک جھلک ملاحظہ فرمائیں۔

دوسری قسط

علامہ ڈاکٹر خالد محمود

افریقی ممالک کے عوام کی دینی حالت:

افریقی ممالک کے مذہبی حالات میں قادیانیت کی کچھ تفصیل ہو چکی ہے، جہاں تک عام حالات کا تعلق ہے، یہاں دینی تعلیم بہت کم ہے۔ رمضان شریف میں مسجدوں میں تفسیر قرآن کریم کا کچھ اہتمام ہوتا ہے، کئی مساجد میں تفسیر جلالین کی عام خواندگی بھی ہوتی ہے لیکن حدیث کی تعلیم یہاں بالکل نہیں ہو رہی، عام لوگ مالکی مسلک ہیں لیکن موطا امام مالکؒ کا بھی کہیں درس موجود نہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مقدس پر عام محاضرات یہاں کبھی نہیں ہوتے۔ مسلمانوں کو اپنی تاریخ سے متعلق بہت کم معلومات حاصل ہیں۔ اسی ناواقفیت کے سبب انہیں دیگر اسلامی ممالک سے کوئی خاص ربط و تعلق محسوس نہیں ہوتا۔ ہم نے وہاں کے علمائے کرام کی خدمت میں گزارش کی کہ افریقی ممالک میں حدیث، سیرت اور اسلامی تاریخ کے لئے ابتدائی اور وسطانی تعلیمی دینی مدارس کا کچھ اہتمام کیا جائے۔ محض انگریزی اسکولوں کا دینی نصاب افریقی مسلمانوں کو ایک بڑی اسلامی قوم نہ بنا سکے گا۔ انہوں نے ہماری گزارش سے پورا اتفاق کیا۔ ان بتایا کہ اتنے بڑے کام کے لئے مناسب تجربہ کے لوگ اور عملی وسائل بہت کم ہیں۔

ہم نے ان سے یہ گزارش بھی کی کہ یہاں کے ۸۰ فیصد مسلمان طہارت اور صفائی کے اسلامی تقاضوں سے ناواقف دکھائی دیتے ہیں۔ ان مسائل کی عام تعلیم وتذکیر یہاں بہت ضروری ہے، ہمیں اس چیز کا افسوس بہت زیادہ رہا کہ صحیح ناظرہ قرآن پڑھنے کی طرف یہاں پوری قوم توجہ نہیں۔ قرآن مجید پڑھے ہوؤں میں صحیح قرآن کریم پڑھنے والے پانچ فیصدی سے زیادہ نہیں، ضرورت ہے کہ یہاں تعلیم قرآن حفظ وناظرہ پر خاص زور دیا جائے۔

ائمہ علماء کی علمی اور عملی حالت:

چند بڑے حضرات کو چھوڑ کر ایسے امام بکثرت ہیں جو صحیح طور پر نہ قرآن پڑھ سکتے ہیں، نہ نماز صحیح پڑھا سکتے ہیں، ان کی وجہ زیادہ تر یہ ہے کہ یہاں امامت کا سلسلہ وراثت چلتا ہے۔ اہل علم اماموں کی اولاد بے علم اور بے پرواہ بھی نکلے تو امامت انہیں کو ملتی ہے۔ عوام میں یہ احساس کبھی نہیں ابھرتا کہ اپنی نمازوں کو ضائع یا خراب ہونے سے بچائیں۔

بیشتر امام داڑھی کی سنت کے پابند نہیں، ان کی علاقائی تعظیم بہت ہوتی ہے، کوئی سوسائٹی یا مسجد کی منتظمہ ان کی اس طرف توجہ نہیں دلا سکتی کہ امام کی ظاہری اسلامی زندگی اور اتباع سنت کا معاشرہ پر کتنا اثر پڑتا ہے۔ اس صورت حال میں اماموں کو اس کی فکر نہیں ہوتی کہ وہ اپنی اولاد کو اتنی دینی تعلیم ضرور دیں کہ وہ آئندہ امامت کی اسلامی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہو سکیں۔

یہاں کے عام دین دار لوگوں میں اسلامی کاموں کے لئے خرچ کرنے کا جذبہ قابل قدر ہے لیکن ایسی تبلیغی یا اصلاحی انجمنیں ہمیں بہت کم ملی ہیں جو ان کے اس جذبہ کو بروئے کار لا کر ان میں عقائد فاسدہ کے سدباب میں صحیح اسلامی لٹریچر پھیلائے یا اہم موضوعات پر محاضرات کا اہتمام کرے، لوگوں کا جذبہ اور خلوص اپنی جگہ قابل قدر ہے۔

افریقہ میں مقیم پاکستانی قادیانیوں کا طریق کار:

مغربی افریقہ کے بیرونی قادیانی مقامی لوگوں کو تاثر دیتے ہیں کہ پاکستان میں ان کی بڑی تعداد بڑی قوت ہے بلکہ سیرالیون میں تو یہ تاثر دیا جاتا ہے کہ پاکستان میں بس قادیانی ہی ہیں، ہم نے ان لوگوں کو جب بتایا کہ پاکستان کی قومی اسمبلی کی تین سو سیٹوں میں سے قادیانی اقلیت کی بس ایک ہی سیٹ ہے اور اس میں بھی ان کی تعداد کو خاصی رعایت بخشی گئی ہے تو لوگ حیران رہ گئے۔ ان حالات میں پاکستانی قادیانیوں کی بڑی کوشش ہوتی ہے کہ وہ پاکستانی جو قادیانی نہیں وہاں آباد نہ ہونے

پائیں اور اگر کوئی پاکستانی مسلمان کسی سرکاری ملازمت کے سلسلہ میں وہاں آنکلے تو پھر یہ لوگ کوشش کرتے ہیں کہ وہ یہاں کے معاشرہ میں شامل نہ ہوسکے تاکہ گھر کے بھیدی کی حیثیت سے وہ قادیانیت کا کہیں صحیح تعارف نہ کرادے۔ اس اندیشہ کے تحت یہ لوگ ہر غیر قادیانی پاکستانی کی متعلقہ افسروں تک مختلف ناموں اور مختلف عنوانوں سے بڑی غلط رپورٹیں کرتے رہتے ہیں، سیرالیون میں ہم نے انہیں ایک پاکستانی ڈاکٹر کو جو مسلمان تھا قادیانی نہ تھا بہت تنگ کرتے دیکھا۔

ہم نے دیکھا کہ حکومت پاکستان کے خلاف پروپیگنڈا کرنے کے لئے یہ پاکستانی قادیانی چند افریقی قادیانیوں کو آگے لگادیتے ہیں اور خود ان کی پشت پناہی اور تربیت کرتے ہیں۔ عرب ممالک کے خلاف سب مل کر پروپیگنڈا کرتے ہیں اور رابطہ عالم اسلامی کی قرارداد ختم نبوت کے خلاف بہت کچھ کہتے ہیں، قادیانی کہتے پھرتے ہیں کہ مکہ و مدینہ کی چھاتیوں سے اب دودھ خشک ہوچکا ہے۔ یہاں ایک افریقی مسلم سربراہ جمہوریہ مسٹر عیدی امین کی بات ہمیں بہت قابل قدر نظر آئی کہ قادیانی اسلام کے رشتے مکہ و مدینہ کے گرد نہیں، لندن اور اسرائیل کے گرد گھومتے ہیں۔ مکہ اور مدینہ صرف سچے اسلام کے مراکز ہیں۔

افریقہ میں قادیانی اسکولوں اور ہسپتالوں کی کامیابی اور ناکامی:

افریقہ میں قادیانی اسکول اس لحاظ سے کامیاب ہیں کہ وہ چل رہے ہیں اور ان میں افریقی بچے بڑی تعداد میں پڑھ رہے ہیں۔ ان اسکولوں کے ٹیچروں کے عنوان سے وہ اپنے جتنے مبلغین چاہیں یہاں ٹھہرا سکتے ہیں اور مقامی حکومت سے نئے ٹیچروں کی منظوری لینا ان کے لئے آسان ہے لیکن اس لحاظ سے یہ اسکول بہت ناکام ہیں کہ افریقی بچوں میں سے بہت کم طلبا اس قادیانی مذہب کو قبول کرتے ہیں، ہاں یہ بات اپنی جگہ لائق افسوس ہے کہ قادیانی اسکولوں کے بچوں کے ذہن سے مسلمانوں کے امت واحدہ ہونے کا تصور یکسر نکل جاتا ہے۔

ہم نے وجہ دریافت کی کہ افریقی طلبا اس ماحول میں قادیانی مذہب کو قبول کیوں نہیں کرتے؟ معلوم ہوا کہ افریقی طلبا جھوٹ بولنے سے طبعاً متنفر ہیں۔ قادیانیوں کے قریب رہ کر جب انہیں پتہ چلتا ہے کہ یہ لوگ اپنے مذہبی مقاصد کے لئے جھوٹ بہت بولتے ہیں، نہ صرف بولتے ہیں بلکہ اس کی باقاعدہ تربیت دیتے ہیں، ان کا جھوٹے حوالے دینا اور خلاف مراد باتیں نقل کرنا ان لوگوں سے مخفی نہیں رہ سکتا جو اس ماحول میں رہتے ہیں۔ افریقی طلبا ذہنی طور پر ان لوگوں سے متاثر نہیں ہوتے اور بہت کم ایسے طلبا ہیں جنہوں نے قادیانی مذہب قبول کیا ہو اور جو قبول بھی کرتے ہیں، وہ اس مذہب کی تفصیلات سے بالکل بے خبر ہوتے ہیں۔ البتہ یہ پہلو افسوسناک ہے کہ گو یہ طلبا قادیانی نہیں بنتے لیکن مسلمانوں کے امت واحدہ ہونے کے یقین سے پھر بھی اکثر نکل جاتے ہیں۔

ہسپتالوں کے لئے بھی یہ وہی ڈاکٹر منگواتے ہیں جو ڈاکٹری کے ساتھ ان کا مشنری کام بھی کرسکیں۔ ان ہسپتالوں پر انہیں خرچ کم کرنا پڑتا ہے اور آمدنی زیادہ ہوتی ہے، پرائیویٹ ہسپتال ہونے کی وجہ سے یہ بھاری فیسیں وصول کرتے ہیں اور پھر مسلمانوں کا دیا مال خود مسلمانوں کے خلاف ہی استعمال ہوتا ہے۔ سرکاری ہسپتال اتنے نہیں کہ لوگوں کو کفایت کرسکیں، پس لوگ ان کے ہسپتالوں میں جانے اور بھاری فیسیں دینے پر مجبور ہوتے ہیں، مقامی مسلمان اور ان کے ادارے مالی اعتبار سے اتنے منظم نہیں ہوتے کہ اتنے بڑے منصوبے کے بارے میں سوچ بھی سکیں۔

علاج اور عمارت کے لحاظ سے بھی یہ ہسپتال کچھ زیادہ کامیاب نہیں ہوسکے۔ ڈاکٹر فنی کمال کی اساس پر نہیں بلکہ مشنری خدمات کی بنیاد پر درآمد کئے جاتے ہیں، اس لئے نتائج اس کے مناسب ہی نکلتے ہیں۔ عمارات بھی گورنمنٹ ہسپتالوں کے مقابلہ میں یتیم خانہ سی دکھائی دیتی ہیں۔ اگر کوئی مسلم مشن محض خدمت خلق کے احساس سے یہاں ہسپتال کھولے تو چند سالوں کی محنت سے یہ ہسپتال نہ صرف خود کفیل ہوسکتے ہیں بلکہ مزید آمدنی کا سبب بن سکتے ہیں۔

افریقی عوام کی بے بسی:

افریقی ممالک یورپین قوموں کی دستبرد سے ابھی ابھی آزاد ہوئے ہیں اور ان کے عوام پر ابھی تک ان کے ظلم وستم کے آثار نمایاں ہیں۔ ان نوزائیدہ ملکوں کے پاس ان ترقی پذیر مراحل میں اتنے وسائل نہیں کہ وہ مطلوبہ تعداد میں اپنے تعلیمی ادارے قائم کرسکیں، بعض ممالک کو اپنے پہلے فرمانرواؤں کے اشاروں پر بھی چلنا پڑتا ہے اور وہ عیسائی مشنوں کے ہوتے ہوئے مسلم مشن نہ ہونے کا پورا احساس نہیں کرپاتے۔ ان کے نزدیک عیسائی مشن اور قادیانی مشن کے اتنے اسکول موجود ہیں کہ طلبا کی ضرورتیں پوری کرسکیں، جب تک اسلامی احساس موجود نہ ہو، وقت کے ان تقاضوں کے بارے میں سوچا نہیں جاسکتا۔ افریقہ کے مسلم عوام کی یہ بے بسی ہے اور قادیانیوں کو موقع ملا ہوا ہے کہ وہ مسلمانوں کی بے بسی سے فائدہ اٹھارہے ہیں اور ان کی پس پشت برطانیہ کی سابق حکومتوں کی تائید موجود ہے۔

سعودی دارالافتاء کے مبعوثین کی دینی خدمات:

افریقی ممالک میں سعودی مبعوثین کا وجود بہت غنیمت ہے، ان ان جگہوں میں اسلام کا تعارف ہوا ہے جہاں جہالت اور تاریکی کے سوا کچھ نہ تھا، ان مبعوثین کے اسلامی مراکز وہاں نہ بنتے تو مقامی اسلامی ادارے از خود وہاں اتنے مراکز قائم نہ کر سکتے تھے، جہاں ان مبعوثین کو آزادی کے ساتھ تعلیمی اور تبلیغی خدمات بجالانے کے مواقع حاصل ہیں، وہاں تو کام بہت اچھا ہونے کے آثار موجود ہیں اور جہاں مبعوثین مقامی انجمنوں یا ان کی سیاسی شخصیتوں کے زیر اثر ہیں وہاں وہ انہی حدود تک تعلیمی یا تبلیغی کام کر سکتے ہیں جو ان اداروں یا جماعتوں کی صوابدید کے مطابق ہوں۔ ضرورت ہے کہ ان حضرات کو اپنے ہاں کے آزاد ماحول میں دینی خدمات بجالانے کے مواقع حاصل ہوں اور وہ ہدایات اپنے ہاں کے مقامی اداروں سے لینے کی بجائے اپنے سعودی مرکز سے حاصل کریں۔ مقامی اداروں یا شخصیتوں سے مشورہ کرنا اور تعاون لینا کافی ہونا چاہئے۔ اپنا کام کرنے کا ماحول پورا آزاد رہنا چاہئے۔ نائیجیریا میں سعودی مبعوثین کا کام ہمیں منضبط نظر آیا اور ان کے تعاون سے ہمیں قادیانیوں کے متعلق اپنا تبلیغی کام پھیلانے میں بہت مدد ملی۔ اس کی اساسی وجہ ہمیں یہ محسوس ہوئی کہ وہاں کی سعودی سفارت میں ملحق دینی ایک مستقل عہدہ ہے۔ اگر گھانا کی سعودی سفارت میں بھی جناب شیخ عبدالرحمن عوین کی طرح کا دینی درد رکھنے والا کوئی ملحق دینی ہوتے تو وہاں کے مبعوثین بھی اپنے پورے اہتمام سے گھانا میں اسلام کا یہ دفاعی کام پھیلاتے مگر افسوس کہ جناب خالد کمال کے سوا کسی مبعوث نے بھی گھانا میں کسی محاضرہ عام کا انتظام نہیں کیا۔

۲:.. مغربی افریقہ میں قادیانیت اور عیسائیت کا خصوصی مطالعہ رکھنے والے چند مبعوثین کا مستقل قیام ضروری ہے۔ ان حضرات کے ذمہ صرف تبلیغی کام ہو، اپنے ملک میں کام کرنے کے ساتھ ساتھ ملحقہ افریقی ممالک میں بھی ان کے تبلیغی دورے ہوں جہاں ان کے ان موضوعات پر محاضرات اور مناقشات ہوں جن کی اس علاقہ میں تشنگی پائی جاتی ہے۔

۳:... افریقہ سے باہر کے ان علماء کرام کا بھی ان ممالک میں سال میں ایک دورہ ہونا چاہئے جو قادیانیت اور عیسائیت میں تخصیص کا مطالعہ رکھتے ہوں۔ یہ متخصص حضرات مقامی طلبا اور علماء کرام کو مغربی افریقہ کی کسی ایک مرکزی جگہ میں ایک ماہ کے ریفریشر کورس کے طور پر قادیانیت وغیرہ کے متعلق تنقیدی تیاری کرائیں، یہ تربیتی اکادمی سال میں ایک ماہ کام کرے اور اس کا دائرہ کار پورے مغربی افریقہ تک متوسع ہو، اس سے گھانا میں قادیانیوں کی تربیت گاہ کا اثر ٹوٹ سکتا ہے اور اس پر نہایت اچھے اثرات مرتب ہو سکتے ہیں۔

۴:... مرزا غلام احمد قادیانی کی تالیفات (خصوصاً جو عربی میں ہیں یا جن کے عربی میں ترجمے ہو چکے ہیں) نائیجیریا، گھانا اور سیرالیون کے ہر بڑے شہر میں ایک مرکزی لائبریری کے طور پر مبعوثین کے پاس جمع ہونی چاہئیں اور ان کے ساتھ حدیث کی ضروری کتابیں بھی اس مرکزی لائبریری میں موجود ہوں جو مناقشات میں ان کتابوں کے ساتھ پیش کی جاسکیں۔

۵:... جس طرح نائیجیریا کے سعودی سفارت خانہ میں ایک مستقل ملحق دینی ہیں جو ان حدود کے دینی کاموں کی نگرانی اور ترویج کرتے ہیں۔ اس طرح گھانا اور سیرالیون میں بھی دینی کاموں کی ترویج اور مدارس و مساجد کی نگرانی کے لئے مستقل ملحق دینی ہونے چاہئیں۔

۶:... دینی لٹریچر کی ترتیب و تقسیم ایک نظم کے تحت عمل میں آنی چاہئے، بڑی کتابیں زیادہ مفید نہیں رہتیں۔ ضروری عنوانات پر مختصر پمفلٹ جو نہایت جامع ہوں اور متخصصین کی نگرانی میں خود تیار کرائے گئے ہوں ہونے چاہئیں۔ یہ مختصر چارٹ انگریزی میں ہوں اور ان کے ترجمے مقامی افریقہ زبانوں میں بھی پورے اہتمام کے ساتھ تیار کرائے جائیں اور یہ لٹریچر افریقہ کے ہی کسی مقام سے شائع ہونے چاہئیں۔

۷:... سعودی دارالافتاء کی طرف سے جو مبعوثین مغربی افریقہ بھیجے جائیں، ان کے لئے شرط یہ ہو کہ رد قادیانیت میں خصوصی تعلیم و تربیت پائے ہوئے ہوں اور اس کی ان کے پاس شہادت موجود ہو۔ ان علاقوں کے لئے یہ مبعوثین اگر پاکستانی ہوں تو بہت مناسب ہوگا، کیونکہ پاکستان کے رہنے والے قادیانیوں کو زیادہ سمجھتے ہیں۔

کینیا کے مبعوثین نے ہمارے ساتھ بڑا تعاون کیا۔ نیروبی ایئرپورٹ پر پہلے سے پہنچے ہوئے تھے، ایئرپورٹ پر ہونے والے اخراجات بھی انہوں نے اپنے پاس سے ادا کئے اور نیروبی سے ممباسا جانے کے اخراجات بھی ان حضرات نے باصرار اپنی طرف سے ادا کئے۔ انہوں نے خاصا وقت ہمارے ساتھ گزارا۔ مولانا زاہد امین کا تعاون ہمارے اس سفر کینیا کی نیک یاد ہے۔ نائیجیریا میں شیخ مرتضی اور شیخ امانت اللہ نے، گھانا میں شیخ خالد کمال نے، سیرالیون میں شیخ عباس جیسے نے اور گیمبیا میں شیخ عبدالودود اور شیخ امین جیسے نے تبلیغی کام کے سرانجام دینے میں اور سفری سہولتیں بہم پہنچانے میں ہماری

پوری مدد کی۔

ایک افسوس ناک پہلو کے سوا مجموعی طور پر مبعوثین کرام کا وجود بڑا غنیمت ہے۔ وہ ایک بڑی دینی ضرورت کو پورا کئے ہوئے ہیں۔ یہ بات لائق تبریک ہے کہ اس عالمی اسلامی تقاضے کو سعودی عرب کی حکومت پورا کررہی ہے۔

ہمارے علم کے مطابق افریقی ممالک میں مقیم مبعوث زیادہ تر تعلیمی خدمات میں مصروف ہیں۔ تبلیغی کام محض ضمنی طور پر عمل میں آتا ہے۔ افریقہ میں اس دور میں زبردست مذہبی بحران رونما ہے۔ اسلام، عیسائیت اور قادیانیت تینوں میں معرکہ آرائی ہے۔ عیسائیت اور قادیانیت کے پیچھے منظم مشنریاں ہیں۔ ضرورت ہے کہ مسلم علماء کرام بھی عیسائیت، قادیانیت اور اسلام کے گہرے تقابلی مطالعہ کے ساتھ اس معرکہ میں اتریں اور کچھ مبعوث حضرات ایسے بھی ہوں جو ان ابواب میں تخصیص کا درجہ رکھتے ہوں اور وہ صرف تبلیغی کام کے لئے وقف ہوں۔ اس صورت میں یہاں قادیانیت اور عیسائیت کے سلسلہ میں ماہانہ محاضرات ترتیب پاسکیں گے اور ایک بہت بڑا اسلامی تقاضا پورا ہوگا۔ جہد مسلسل سے یہاں عام دینی بیداری پیدا ہوجائے تو افریقی عوام اسلامی ملت واحدہ میں بہت اہم کردار ادا کرسکیں گے۔

افریقی ممالک میں دینی کام کو آگے بڑھانے کے لئے اقتراحات:

ا:... افریقہ میں خصوصاً اس کے مغربی ممالک میں چند ایسے دینی مدارس کا قیام ضروری ہے جن میں ناظرہ قرآن کریم، حفظ قرآن، تجوید اور حدیث کی تدریجی تعلیم ہو، ان مدارس کے ساتھ مساجد بھی ہوں جو تعلیمی کام کرنے والے مبعوثین اور مقامی مسلمانوں میں اچھا رابطہ پیدا کرنے میں موثر کردار ادا کرسکیں۔

☆☆..........☆☆

ربوہ*

شورش کاشمیریؒ

اس نامراد شہر کی ہیبت مٹائے جا
ربوہ غلط مقام ہے اس کو ہلائے جا
سنتا ہوں قادیاں کا جنازہ نکل گیا
اس کا وجود پاؤں کی ٹھوکر پہ لائے جا

مرزائیوں کی پود ہے منقار زیر پر
یہ آ لگے ہیں گور کنارے دبائے جا
اپنے خدا سے مانگ محمد ﷺ سے انتساب
ان کے حضور عشق کے دیپک جلائے جا

آئے گی موت واقعتاً ایک دن ضرور
پھر موت کیا ہے کچھ نہیں غیرت دکھائے جا
ناموس مصطفی ﷺ کا تقاضا ہے ان دنوں
مہر و وفا کے نام پہ گردن کٹائے جا

اسلام سے دغا کا نتیجہ ہے خود کشی
اس پُرفریب دور کے چھکے چھڑائے جا
مت ڈر کسی مسیلمہ کذاب سے کبھی
ہر ایک دوں نہاد کو راہ سے ہٹائے جا

حکام کج نہاد کا اب خوف ہیچ ہے
خوف خدائے پاک دلوں پر بٹھائے جا
مرزائیوں سے قطع تعلق ہے ناگزیر
ان کے ہر ایک راز کا پردہ اٹھائے جا

شورش قلم کی خارہ شگافی کے زور پر
نسل نوی کو خواب گراں سے جگائے جا

* چناب نگر کا قدیم نام

رمضان المبارک کے تبلیغی اسفار

گزشتہ سے پیوستہ

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

جامع مسجد دھوبی گھاٹ: پرانا جماعتی مرکز ہے مناظر اسلام مولانا لال حسین اختر ؒ ایک عرصہ تک ہر ماہ میں ایک دن درس دیتے رہتے ان کی وفات کے بعد مولانا خدا بخش مرحوم بھی تشریف لاتے رہے۔ بندہ بھی کافی عرصہ سے حاضری دیتا چلا آرہا ہے۔ چنانچہ ۱۳ر رمضان المبارک کی صبح کی نماز کے بعد درس ہوا۔ قاری سید محمد رفیق شاہ نے وفد ختم نبوت کو خوش آمدید کہا۔ برادر مکرم راشد منیر زید مجدہ سے ملاقات ہوئی۔

جامعہ عبیدیہ میں بیان: ہمارے حضرت مولانا سید جاوید حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم کافی عرصہ سے مرشد العلماء حضرت اقدس مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ کے طرز پر شعبان و رمضان میں دورۂ تفسیر پڑھاتے ہیں۔ دورۂ تفسیر کے پورے دورانیہ میں بالعموم اور رمضان المبارک میں بالخصوص نماز عشاء اور تراویح کے بعد شروع فرماتے ہیں اور سحری تک سبق جاری رہتا ہے۔ حضرت والا کے حکم پر راقم الحروف نے دورۂ تفسیر کے شرکاء کو ختم نبوت کے مسئلہ پر ظہر کے بعد سے عصر تک لیکچر دیا اور عقیدۂ ختم نبوت کے سلسلہ میں ”قادیانیوں کے شکوک وشبہات اور ان کا ازالہ“ کے عنوان پر بیان کیا۔ بعد نماز عصر الٰہی مسجد میں درس ہوا اور رات کا قیام حضرت شاہ صاحب دامت برکاتہم کے ہاں جامعہ عبیدیہ میں ہوا۔

جامع مسجد ڈی گراؤنڈ میں درس: جامع مسجد ڈی گراؤنڈ فیصل آباد کی خوبصورت مساجد میں سے ہے وسیع وعریض ہال کو ایئر کنڈیشنز سے مزین کیا گیا ہے، سینکڑوں نمازی نماز پڑھتے ہیں۔ مقامی مبلغ مولانا عبدالرشید غازی سلمہ کی معیت میں صبح کی نماز اسی مسجد میں پڑھی اور مختصر بیان ہوا۔

جامعہ عبیدیہ میں دوسرا سبق: ۱۴ر رمضان المبارک کو جامعہ عبیدیہ میں دوسرا سبق ہوا۔ حضرت والا نے ڈھیروں دعاؤں کے ساتھ نوازا، سبق عصر کی نماز تک جاری رہا۔

جامعہ علیہ میں افطاری: جامعہ علیہ محلّہ خالصہ کالج میں رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی کے فرزند ارجمند حضرت مولانا انیس الرحمٰن لدھیانویؒ نے قائم کیا، اس وسیع وعریض مسجد کو یہ سعادت حاصل ہوئی کہ یہاں قطب الارشاد حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ نے دو مرتبہ رمضان المبارک میں اعتکاف کیا۔ مجلس کے بانی رہنما حضرت شاہ جیؒ، قاضی احسان احمدؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا لال حسین اخترؒ سمیت پوری جماعت چونکہ حضرت رائے پوریؒ کے حلقہ ارادت سے وابستہ تھی تو جامعہ علیہ میں مذکورہ بالا قائدین بارہا تشریف لاتے۔

اس وقت جامعہ علیہ کا نظم مولانا انیس الرحمٰن لدھیانویؒ کے فرزند ارجمند مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی چلا رہے ہیں اور موصوف کے فرزند مولانا حماد الرحمٰن لدھیانوی سلمہ کی دعوت پر افطاری ان کے ہاں کی بلکہ رات کا قیام، نماز عشاء، تراویح، سحری سب کچھ ان کے ہاں ہوا۔ موصوف بہت اچھے مجود حافظ ہیں۔ تراویح کے بعد پڑھی جانے والی منزل کا خلاصہ بیان کرتے ہیں۔ آج خلاصہ کے بجائے انہوں نے راقم کا اعلان کیا کہ وہ عقیدۂ ختم نبوت کی ضرورت و اہمیت پر خطاب فرمائیں گے۔ راقم نے ختم نبوت کی اہمیت اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے علماء کرام کی قربانیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ مرزا قادیانی کے کفر پر سب سے پہلا فتویٰ علماء لدھیانہ مولانا محمد، مولانا عبداللہ، مولانا اسماعیل نے لگایا۔ عزیزم حماد الرحمٰن سے توقع کا اظہار کیا کہ وہ اپنے آباؤ اجداد کی روایات کو برقرار رکھیں گے۔

۱۵ر رمضان المبارک: صبح کی نماز کے بعد انوری مسجد مدینہ ٹاؤن میں بیان ہوا۔ بیان کے بعد لاہور کے لئے روانگی ہوئی۔

جامعہ محمدیہ چوبرجی: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے امیر مولانا مفتی محمد حسن مدظلہ مجذوب صفت عالم دین ہیں، ہمارے حضرت سید نفیس الحسینیؒ کے مجاز اور حضرت صوفی محمد سرور دامت برکاتہم شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور سے متعلق ہیں۔ موجودہ دور میں صرف ونحو کے امام ہیں۔ علماء کرام کو دورۂ نحو پڑھاتے ہیں، آج ان کے دورہ کی اختتامی تقریب تھی، جس میں الوداعی نصائح اور دعاؤں سے مفتی صاحب اپنے شاگردوں کو نواز رہے تھے۔ بندہ کو حکم فرمایا تو بندہ نے علماء کرام سے درخواست کی کہ آپ کے استاذ محترم مولانا مفتی محمد حسن مدظلہ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے ہر وقت کمربستہ رہتے ہیں آپ کے لئے پیغام یہ ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں ختم نبوت کی حفاظت کو

حرز جان بنائے رہیں۔ علماء کرام نے وعدہ فرمایا، رات کا قیام کامونکی مسجد فاروق اعظم میں رہا۔

۱۶ ررمضان المبارک صبح کی نماز کے درس: کامونکی میں اہل حق کی عظیم مسجد جامع مسجد فاروق اعظم ہے، جس کا نظم ونسق رانا ذوالفقار علی چلا رہے ہیں۔ حافظ احمد دین مدظلہ استاذ الحفاظ ہیں۔ عرصہ دراز سے معمول چلا آرہا ہے کہ رمضان المبارک میں ایک صبح یہاں درس ہوتا ہے۔ چنانچہ پچیس منٹ علماء کرام کی ختم نبوت کے تحفظ کے لئے عظیم الشان کردار اور قربانیوں کے عنوان پر بیان ہوا۔

جامع مسجد ختم نبوت گنگنی والا گوجرانوالہ: گوجرانوالہ میں ختم نبوت کا مرکز جامع مسجد گنگنی والا ہے۔ ایک عرصہ تک موسیٰ زئی شریف کے چشم وچراغ مولانا صاحبزادہ داؤد احمدؒ یہاں خطابت کا فریضہ سر انجام دیتے رہے۔ آج کل مجلس نے اپنے نظم میں لے کر قاری عمر حیات گھکھڑوی کو خطیب اور قاری فضل الرحمن کو امام مقرر کیا ہوا ہے اور مولانا محمد عارف شامی مبلغ کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ چنانچہ مولانا شامی کی دعوت پر حاضری ہوئی، سارا دن قیام یہیں رہا۔

جامع مسجد واپڈا ٹاؤن میں: ۱۷ ررمضان المبارک کو صبح کی نماز کے بعد درس ہوا، جس میں سینکڑوں حضرات نے شرکت کی۔ واپڈا ٹاؤن گوجرانوالہ کا سب سے صاف ستھرا علاقہ ہے، جس کی سڑکیں، پارک دیدہ زیب ہیں اور مساجد بھی اپنی خوبصورتی میں اپنی مثال آپ ہیں۔ اشرافیہ قیام پذیر ہیں۔ رمضان المبارک کی برکت سے مساجد آباد ہیں۔ اللہ پاک مسلمانوں کو سارا سال مساجد کو آباد رکھنے کی توفیق نصیب فرمائیں۔

حافظ نذیر احمد نقشبندی: خانقاہ سراجیہ کندیاں کے مسترشدین میں سے ہیں۔ کپڑے کا کاروبار کرتے ہیں۔ انہوں نے خدام ختم نبوت کو افطاری پر یاد فرمایا۔ افطاری میں مولانا محمد عارف شامی، حافظ محمد الیاس قادری، مولوی عبدالرزاق اور راقم نے شرکت کی۔ حضرت حافظ صاحب مجلس کی مرکزی شوریٰ کے رکن ہیں۔ حضرت اقدس خواجہ خواجگان مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ رحمۃ واسعۃ کاملۃ کا ذکر خیر غالب رہا۔ تصوف کے تو امام تھے ہی، مجلس کے ۳۳ سال تک مرکزی امیر رہے۔ قبلہ حافظ صاحب نے خدام کو ڈھیروں دعاؤں سے نوازا۔ رات کا قیام دفتر ختم نبوت گنگنی والا محلہ میں رہا۔

۱۸ ررمضان المبارک صبح کی نماز کے بعد جامع مسجد ختم نبوت سیٹلائٹ ٹاؤن میں درس ہوا۔ بعدازاں قاری گلزار احمد آزاد زیدمجدہ جو ایک عرصہ سے اپنے علاقہ میں یکم سے ۲۵ ررمضان المبارک تک دروس و بیانات کا اہتمام فرماتے ہیں۔ ان کی دعوت پر تقریباً پون گھنٹہ بیان ہوا، جس میں شہر کے کثیر تعداد میں علماء کرام شریک ہوئے۔

کی مسجد ڈیوڑھا پھاٹک: چوہدری غلام نبی امرتسریؒ اور جماعت کے دوسرے رفقاء نے ایک رات میں تعمیر کی، کیونکہ قادیانی وہاں اپنی عبادت گاہ بنانا چاہتے تھے۔ جماعتی رفقاء نے اگلے دن صبح موقع ملاحظہ کرنا تھا، ایک ہی رات میں مسجد تعمیر کردی، وہاں عصر کے بعد بیان ہوا۔

جامعہ قاسمیہ: مولانا قاری گلزار احمد قاسمی گوجرانوالہ کے باہمت، بہادر اور جرأت مند عالم دین ہیں۔ ایک درجن کے قریب مدارس کا اہتمام والنصرام سنبھالے ہوئے ہیں۔ ان کی دعوت پر جامعہ قاسمیہ سیٹلائٹ ٹاؤن میں حاضری ہوئی۔ انہوں نے پرتکلف افطاری کا اہتمام کیا ہوا تھا، جس میں مولانا محمد عارف شامی، قاری عبدالغفور آرائیں، حافظ محمد الیاس قادری، راقم الحروف اور دیگر حضرات شریک ہوئے۔ قاری گلزار احمد ہر روز مختلف ہسپتالوں میں مریضوں اور ان کے لواحقین کو خود کھانا بھجواتے اور تقسیم کرتے ہیں جو کہ بہت بڑی خدمت ہے اللہ پاک شرف قبولیت سے نوازیں۔

خطبہ جمعہ: ۱۹ ررمضان المبارک کا خطبہ جمعہ جامعہ قاسمیہ رحمان پورہ لاہور میں دیا۔ جامعہ کے مہتمم مولانا شاہ محمد مدظلہ ہیں۔ مولانا شاہ محمد مدظلہ امام اہلسنت مولانا قاضی مظہر حسین چکوال کے مسترشدین میں سے ہیں، مجلس لاہور کی ہمیشہ سرپرستی فرماتے رہے، مسجد عائشہ کے مشکل ترین اوقات میں مولانا نے اپنی نوازشات میں کمی نہیں آنے دی، چناب نگر ختم نبوت کانفرنس میں ہر سال بلاناغہ شرکت فرماتے ہیں۔ نیز ختم نبوت کورس میں بھی اپنے شاگردوں کو بھجواتے ہیں۔

جمعیت علماء اسلام کی افطاری میں شرکت: مولانا قاری نذیر احمد حفظہ اللہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور جمعیت علماء اسلام کے جاں نثاروں میں سے ہیں۔ انہوں نے مدنی مسجد الحمد کالونی سے ملحقہ مدرسہ میں جمعیت اور مجلس کے زعماء کے اعزاز میں افطاری کا انتظام کیا، جس میں لاہور میں قائد جمعیت مولانا فضل الرحمن مدظلہ کے میزبان حافظ محمد ریاض درانی، جمعیت لاہور کے جنرل سیکرٹری مولانا حافظ محمد اشرف گجر، مولانا محمد غازی، مولانا عزیز الرحمن ثانی، مولانا عبدالنعیم اور راقم سمیت کئی ایک حضرات نے شرکت کی۔ افطار پارٹی میں غزہ میں اسرائیل کی بمباری کی مذمت کی گئی۔ نیز شمالی وزیرستان کے آپریشن کو ختم کرنے کے لئے مذاکرات کرنے پر زور دیا گیا۔

۲۰ ررمضان المبارک کو مجلس لاہور کے امیر مولانا مفتی محمد حسن مدظلہ، حاجی عتیق انور اور دیگر حضرات سے ملاقات کی۔ نیز حضرت مولانا مفتی محمد حسن مدظلہ کے رفقاء سے بھی ملاقاتیں ہوئیں۔

جامع مسجد رحیمیہ میں سہ روزہ کورس: گلشن راوی کے علاقہ میں جامع مسجد رحیمیہ میں تین روزہ ختم نبوت کورس منعقد ہوا۔ ۱۹ ررمضان المبارک مولانا

محبوب الحسن طاہر نے ختم نبوت کے عنوان پر لیکچر دیا۔

۲۰ ررمضان المبارک کو راقم نے رفع ونزول مسیح علیہ السلام پر بیان کیا۔ ۲۱ ررمضان المبارک کو مولانا مفتی محمد حسن مدظلہ نے اصلاحی بیان فرمایا۔

جامعہ صدیقیہ توحید پارک: مولانا قاری عبدالقیوم مدظلہ مظفر گڑھ ضلع سے تعلق رکھتے ہیں، توحید پارک گلشن راوی میں جامعہ صدیقیہ کے نام پر ادارہ قائم کیا ہے۔ آج کل علیل ہیں، آپ کے فرزند ارجمند مولانا قاری محمد اسلام مدرسہ کا انتظام چلارہے ہیں۔ ہر سال کی طرح امسال بھی مغرب کے بعد بندہ نے درس دیا۔ عشاء کی نماز کے بعد جامع مسجد عائشہ مسلم ٹاؤن میں بیان کیا۔

جامع مسجد ذکر الاسلام ٹاؤن شپ میں: ظہر کی نماز کے بعد ۲۱ ررمضان المبارک کو درس دیا، جس میں عقیدۂ ختم نبوت کی اسلام میں اہمیت کے عنوان پر خطاب کیا۔

مکی مسجد گلشن پارک اقبال ٹاؤن میں: عصر کی نماز کے بعد بیان کیا، قاری علیم الدین شاکر کی افطاری میں شرکت کی۔ موصوف نے مجلس کے زعماء کے اعزاز میں افطاری کا اہتمام کیا، جس میں مولانا عزیز الرحمن ثانی، پیر رضوان نفیس، میاں محمد نعیم، حافظ محمد ہارون، مولانا قاری عبدالعزیز اور راقم سمیت کئی احباب نے شرکت کی۔ افطار ڈنر میں جماعتی امور پر مشاورت جاری رہی۔

مولانا اجمل قادری، ڈاکٹر محمد اکمل قادری سے ملاقات: حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ کے جانشین شیخ التفسیر حضرت لاہوریؒ کے فرزندان گرامی میاں مولانا محمد اجمل قادری، ڈاکٹر محمد اکمل قادری مدظلہما سے خانقاہ شیرانوالہ میں عشاء کی نماز کے بعد ملاقات کی اور کئی ایک امور پر مشاورت کی۔

مولانا محمد عالم کا سانحہ ارتحال

جامعہ فاروقیہ شرقپور روڈ شیخوپورہ کے بانی و مہتمم، کئی ایک دینی اداروں کے سرپرست مولانا محمد عالم شیخوپورہ میں انتقال فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ موصوف نے ۱۹۵۴ء میں جامعہ اشرفیہ لاہور سے دورۂ حدیث شریف کیا۔ اس وقت جامعہ میں شیخ الحدیث مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ، استاذ الکل مولانا رسول خانؒ کا طوطی بولتا تھا اور بانی جامعہ بھی بقید حیات تھے۔ بانی جامعہ حضرت مولانا مفتی محمد حسن امرتسریؒ، حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے اجل خلفاء میں سے تھے اور ہمارے شاہ جیؒ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے استاذ نے جامعہ فاروقیہ قائم کیا۔ جہاں آج دورۂ حدیث شریف تک تمام اسباق ہوتے ہیں۔ اصلاحی تعلق امام الہدیٰ مولانا عبیداللہ انورؒ سے تھا۔ تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء، ۱۹۸۴ء اور تحریک نظام مصطفیٰ ۱۹۷۷ء میں پروانہ وار حصہ لیا۔ شیخوپورہ میں مجلس کے سرپرستوں میں سے تھے۔ جنازہ میں شرکت تو اگرچہ نصیب نہ ہوئی، لیکن اگلے دن مولانا عزیز الرحمن ثانی، مولانا عبدالنعیم کی معیت میں تعزیت کے لئے حاضری ہوئی۔

مرکز سراجیہ کے ختم قرآن کریم میں شرکت:

ہمارے حضرت اقدس خواجہ خواجگان مولانا خان محمدؒ سابق امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے فرزند ارجمند مولانا صاحبزادہ رشید احمد مدظلہ نے گلبرگ لاہور مرکز سراجیہ کے نام سے حضرت والا کی زندگی مبارک میں ادارہ قائم کیا تھا، جس میں حفظ و ناظرہ کی کلاس کی صورت میں مدرسہ قائم ہے۔ حضرتؒ کے کچھ مریدین بھی صاحبزادہ صاحب سے اصلاحی تعلق جاری رکھے ہوئے ہیں۔ مرکز سراجیہ جدید دور کے تقاضوں سے آگاہ ہے، ہر سال ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کی پوری کارروائی لائیو (براہ راست) انٹرنیٹ پر دکھلائی جاتی ہے۔ بعدازاں اس کی سیڈیز بناکر جماعتی رفقاء کے نام ارسال کی جاتی ہیں، ردقادیانیت پر شاندار لٹریچر بھی مرکز کی طرف سے تیار کیا جاتا ہے۔ صاحبزادہ رشید احمد کے حکم پر آج ختم قرآن پاک کی تقریب میں شمولیت نصیب ہوئی۔ قاری عبدالعزیز شجاع آبادی اور راقم کے بیانات ہوئے اور ناصر محمود جھنگوی نے نعتیہ کلام پیش کیا اور صاحبزادہ صاحب کی دعا پر تقریب کا اختتام ہوا۔

حاجی فیض بخشؒ کی وفات

حاجی فیض بخش ہمارے قریبی عزیزوں میں سے تھے۔ راقم الحروف کی اہلیہ محترمہ کے خالو تھے، آبائی علاقہ متولی تحصیل شجاع آباد تھا، کافی عرصہ سے اپنے فرزند ارجمند حاجی فدا حسین کے ساتھ نیو ملتان میں رہائش پذیر تھے جوانی کے زمانہ ہی سے صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے۔ اپنے آبائی علاقہ میں گنبد والی مسجد بنوائی اور اس میں نماز باجماعت ادا کرتے رہے۔ ملتان منتقل ہوئے تو گھر کے قریب فاروقیہ مسجد میں نماز باجماعت ادا فرماتے، روزہ ناغہ نہیں کرتے تھے، وفات والے دن بھی روزہ سے تھے۔ ظہر اور عصر کی نمازیں پڑھیں اور عین افطار کے وقت روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

رمضان المبارک کی چھبیسویں شب عین افطار کے وقت انتقال ہوا۔ اگلے دن صبح ۸ بجے نماز جنازہ ہوئی۔ بندہ کے چونکہ پہلے سے پروگرام طے شدہ تھے۔ جنازہ میں شرکت نہ ہوسکی۔ اگلے دن جمعۃ الوداع بعد نماز عصر تعزیتی پروگرام ہوا۔ بندہ نے اس میں شرکت کی اور ''موت'' کے عنوان پر بیان ہوا۔

ان کے فرزند گرامی ڈاکٹر خادم حسین کی دستار بندی کی گئی۔ دستار بندی ملک منظور احمد، حاجی نور احمد، ماسٹر منظور احمد اور راقم نے کرائی۔

عارف والا میں خطبہ جمعہ: جامع مسجد عربیہ فاروقیہ عارف والا میں ہمارے مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

کم وبیش ۳۵ سال تک جمعہ پڑھاتے رہے۔ ان کی وفات کے بعد سال میں دو تین مرتبہ راقم بھی حاضری دیتا رہتا ہے۔ مولانا عبدالحکیم نعمانی سلمہ جو ضلعی مبلغ ہیں، انہوں نے فون پر اطلاع دی کہ آپ جمعۃ الوداع کا خطبہ جامع مسجد عربیہ فاروقیہ عارف والا میں دیں گے۔ بندہ تقریباً دس بجے عارف والا عربیہ فاروقیہ میں پہنچ گیا۔ جہاں مہتمم مولانا عبدالوہاب نے راقم کو خوش آمدید کہا۔ چنانچہ خطبہ جمعہ اور نماز سے فارغ ہوکر ملتان کے لئے روانگی ہوئی، کیونکہ محترم حاجی فیض بخش کی یاد میں منعقدہ تقریب میں شرکت کرنی تھی۔ بہرحال عصر کی نماز مرحوم کی رہائش گاہ پر ادا کی، جہاں مرحوم کے فرزندان گرامی ڈاکٹر خادم حسین، حاجی فدا حسین، ماسٹر ریاض احمد، دلشاد احمد اور پوتوں اور نواسوں نے راقم کو خوش آمدید کہا۔ شرکاء تقریب سے خطاب ہوا۔

حافظ محمد محسن کی وفات

محترم جناب مولانا عبدالرحمٰن جامی جلال پوری پیروالا کے داماد حافظ محمد محسن ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں شدید زخمی ہوکر وفات پاگئے۔

مرحوم نے جمعۃ الوداع کا خطبہ ملتان میں دیا۔ افطاری کے بعد ملتان سے موٹر سائیکل پر جلال پور پیروالا کے لئے روانہ ہوئے۔ ناگ شاہ سے چند کلومیٹر کے فاصلہ پر تھے کہ سامنے سے ایک تیز رفتار کار نے ٹکر مار کر انہیں شدید زخمی کردیا۔ ۱۱۲۲ کو اطلاع دی گئی، وہ انہیں نشتر ہسپتال میں لے گئے اور ایمرجنسی میں داخل کرادیا۔ ٹانگیں اور بازو کئی مقامات سے ٹوٹ گئے، آپریشن کے بعد ان میں راڈ ڈال دیا گیا اور ہوش میں آگئے، بچوں سے فون پر بات بھی کی اور بتلایا کہ انشاء اللہ العزیز عید گھر آکر کروں گا۔ اچانک شدید ترین بخار آیا اور بخار دل پر اثر انداز ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے اللہ کو پیارے ہوگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم نے پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ دو بچے سوگوار چھوڑے ہیں، جن میں سے ایک دائم المرض ہے۔ راقم نے شوال المکرم کا پہلا جمعہ حسب معمول ربانی مسجد جلال پور پیروالا میں پڑھایا اور مرحوم کے سسر مولانا عبدالرحمٰن جامی سے تعزیت کا اظہار کیا۔

۲۹ رجب کو جامع مسجد الفاروق میں تکمیل قرآن کی تقریب سے خطاب:

شیخ عبدالجبار مرحوم نے غریب آباد ملتان میں جامع مسجد الفاروق تعمیر کی۔ مرحوم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بہی خواہوں میں سے تھے۔ عیدالاضحیٰ کے موقع پر مجلس کے لئے کھالیں اکٹھی کرتے، مجلس کے پروگراموں میں شریک ہوتے، ان کی وفات کے بعد ان کے فرزند ارجمند شیخ عبدالستار جامع مسجد الفاروق کے متولی اور مسجد کمیٹی کے صدر ہیں، اپنے والد مرحوم کی روایات کو برقرار رکھے ہوئے ہیں۔ دفتر مرکزیہ اور ناظم اعلیٰ مرکزیہ سے مسلسل رابطہ میں رہتے ہیں۔ انہوں نے حضرت ناظم اعلیٰ صاحب دامت برکاتہم (مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری) سے استدعا کی کہ انتیسویں شب کو ہماری مسجد میں تکمیل قرآن کی تقریب ہوتی ہے۔ آپ خود یا مولانا شجاع آبادی شرکت فرمائیں۔ حضرت نے راقم الحروف کو حکم فرمایا۔ بندہ تکمیل قرآن پاک کی تقریب میں شامل ہوا۔ فضائل قرآن کے عنوان پر تقریباً پینتیس منٹ خطاب کیا اور رات کا قیام دفتر مرکزیہ میں رہا۔ اگلے دن انتیس رمضان المبارک کو دوپہر کے قریب شجاع آباد کے لئے روانگی ہوئی۔

عیدالفطر کا خطبہ: ۲۹ رجولائی کا خطبہ راقم نے جامع مسجد علی المرتضیٰ مدرسہ تعلیم القرآن صدیقیہ صدیق آباد جلال پور پیروالا روڈ میں دیا۔ تلاوت قاری عبیدالرحمٰن، نعت قاری محمد سلمان فارسی نے پڑھی جبکہ مولانا محمد قاسم رحمانی مبلغ ختم نبوت بہاولنگر نے خطاب کیا۔ راقم الحروف نے بھی مختصر خطاب کیا، نماز عیدالفطر کا طریقہ اور خطبہ دیا، تقریباً ساڑھے آٹھ بجے عید کی نماز پڑھائی اور ملک وملت، جماعت [illegible] وفات شدگان کے لئے مغفرت کی دعا کی۔ [illegible] رمضان المبارک مصروف ترین گزرا۔

☆☆......

تذکرہ مجاہدین ختم نبوت اور قادیانیوں کے عبرت انگیز واقعات

جمع وترتیب: شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

جدید ایڈیشن

☆ اولیاء اللہ کے وجد آفرین واقعات جنہوں نے اپنی بصیرت وکشف کے ذریعے امت مسلمہ کو فتنہ قادیانیت کی زہرناکیوں سے محفوظ ومامون رکھا۔ ☆ دلیر اور دلاور ماؤں کے تذکرے، جنہوں نے آمنہ کے لال کی عزت وناموس کی حفاظت کے لئے اپنے جگر کے ٹکڑوں کو اپنی ممتا کے ہاتھوں ہار پہنا کر سوئے مقتل روانہ کیا۔ ☆ آتش نوا اور جہاد پرور خطیبوں کی باتیں جنہوں نے دلوں کے سمندروں میں طغیانی بپا کردی۔ ☆ جیالے، جری اور کڑیل جوانوں کی روشن حکایات جنہوں نے خون دل دے کر ختم نبوت کے چراغ کو فروزاں رکھا۔ ☆ ان عظام اور علمائے حق کی ولولہ انگیز داستانیں جنہوں نے خانقاہیں چھوڑ کر اور شمشیر جہاد لہرا کر مجاہد اعظم ختم نبوت سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی سنت کو زندہ وتابندہ رکھا۔ ☆ شیر دل اسیران تحریک ختم نبوت کے پرسوز اور رقت انگیز واقعات جنہوں نے وفائے محبوبؐ کے جرم میں پس دیوار زنداں سنت یوسفؑ ادا کی۔ ☆ مسیلمہ کذاب کی اولاد خبیثہ کی ٹھکائی۔ ☆ منافقوں کے چہروں سے نقاب کشائی۔ ☆ غداران ملت کی راز افشائی۔ ☆ مرزائی نوازوں کی تاریخ کے کٹہرے میں رونمائی۔ ☆ اور گورے انگریز کے جانشین کالے انگریزوں کی شناخت پریڈ۔

علماء، طلباء اور مبلغین ختم نبوت کے لئے خصوصی رعایت صرف 120 روپے

اسٹاکسٹ: مکتبہ لدھیانوی، ۱۸ سلام کتب مارکیٹ، بنوری ٹاؤن کراچی، سیل: 0321-2115595

عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے نویدِ مسرت

تقریباً 40 سال بعد پہلی مرتبہ مجاہدین وشہدائے ختم نبوت کی لازوال قربانیوں کا ثمرہ منظرِ عام پر!

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

- ★ قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر بحث کی 21 روزہ کاروائی کی رپورٹ جسے حرف بہ حرف حکومت نے 21 حصوں میں شائع کیا
- ★ یہ سرکاری مستند دستاویز اپنے قاری کو حق وباطل کے معرکہ سے اسطرح روشناس کرتی ہے کہ مرزا غلام قادیانی کے پیروکاروں کے گرو مرزا ناصر اور لاہوری گروپ کے گرووں کی ذلت آمیز شکست کا عبرت ناک نظارہ آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔
- ★ یہ رپورٹ مرزا غلام قادیانی اور قادیانیت کے کذب ودجل پر مہر اور ہر قادیانی ولاہوری کے لئے "اتمام حجت" ہے۔
- ★ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے پہلی مرتبہ انتہائی کاوش وعرق ریزی سے تحقیق وتخریج سے آراستہ کرکے سرکاری رپورٹ کو 5 جلدوں (2952 صفحات) میں شائع کردیا ہے۔ جو کہ مجلس کے ہر دفتر سے صرف لاگت کے خرچہ -/1000 روپے پر دستیاب ہے علاوہ ڈاک خرچہ، نیز vp کی سہولت حاصل نہ ہوگی۔
- ★ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے سارے عالم میں اس "اتمام حجت" کو قائم کرنے کیلئے یہ پانچ جلدیں انٹرنیٹ پر ملاحظہ کرنے اور مفت محفوظ download کرنے کی سہولت بھی بہم پہنچادی ہے۔

صرف ایک کلک سے ملاحظہ اور ڈاؤن لوڈ فرمائیں

www.amtkn.com/nareportv1.pdf
www.amtkn.com/nareportv2.pdf
www.amtkn.com/nareportv3.pdf
www.amtkn.com/nareportv4.pdf
www.amtkn.com/nareportv5.pdf

www.amtkn.com
www.khatm-e-nubuwwat.com
www.khatm-e-nubuwwat.info
www.laulak.info
www.facebook.com/amtkn313

ameer@khatm-e-nubuwwat.com, popalzai@amtkn.com

061- 4783486
0300-4304277

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان